ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

6 تا 12 جولائی 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

حدود آرڈیننس

جہاد فی سبیل اللہ
کے ضمن میں بعض بنیادی غلط فہمیاں

تہذیبوں کا تصادم

صومالیہ: اسلامی قوتوں کی شاندار کامیابی

بعلبک شہر پر مسلمانوں کا قبضہ

دل، دماغ اور ڈالر

سکالرز اور مفتیانِ دین کے نام

حقوق نسواں......

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

کامیابی کا راستہ

قرآن کریم نے حق تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتلایا ہے کہ:-

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ (سورۃ محمد: 7)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے، تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔''

اللہ کے دین کی مدد یہ ہے کہ...... حکومت الٰہیہ قائم کی جائے، حدود شرعی نافذ کی جائیں اور قرآن و سنت کے مطابق تمام کاروبار زندگی چلایا جائے...... جب کوئی مردِ مومن اس نیت سے میدانِ عمل میں نکلتا ہے تو اسے تائید ایزدی حاصل ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت و محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس کا دل ایمان و ایقان کے جذبہ سے لبریز کر دیا جاتا ہے۔ وہ دشمن کی عددی کثرت اور فراوانی اسلحہ کو خاطر میں نہیں لاتا، بلکہ دلیر، بیباک اور نڈر ہو کر ہر محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور فتح و نصرت کے ساتھ تاریخ کے اوراق پلٹ دیتا ہے۔ ایسے ہی سرفروش راہ خدا میں نکلتے ہیں تب کہیں جا کر گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے۔ بقول شاعر عزیز الحسن مجذوبؔ

کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ مے خانہ

قائداعظم کا مذہب و عقیدہ
منشی عبدالرحمن خاں (مرحوم)

الهدیٰ (237)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء

(آیات 147 تا 149)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ ﴾

’’اگر تم (اللہ کے) شکر گزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو قدر شناس اور دانا ہے۔ اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو۔ اور اللہ (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔ اگر تم لوگ بھلائی کھلم کھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو تو اللہ بھی معاف کرنے والا (اور) صاحب قدرت ہے۔‘‘

منافقین سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم رویہ بدل لیتے ہو اور شکر گزاری اختیار کرتے ہو اور ایمان اپنا لیتے ہو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا لے گا۔ اللہ ایسی ہستی نہیں جسے لوگوں کو دکھ پہنچا کر خوشی ہوتی ہو۔ دنیا میں بہت سے انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی شخصیت اِس قدر مسخ ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کو تکلیف پہنچا کر یا تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ معاذ اللہ! اللہ تو ایسا نہیں ہے۔ اللہ تو بہت ہی قدر دانی کرنے والا ہے۔ جو بندہ اُس کی راہ میں اُس کے لیے محنت اور جدوجہد کرتا ہے وہ اُس کی قدر فرماتا ہے۔ پھر جو کچھ بندہ کرتا ہے وہ اُسے خوب جانتا ہے۔ انسان کا کوئی عمل Unaccounted نہیں رہ جائے گا کہ اُسے یہ کہنا پڑے کہ میں نے فلاں کام اللہ کے لیے کیا تھا مگر مجھے اس کا اجر نہیں ملا۔

آیت نمبر 148 سے چھٹے پارے کا آغاز ہو رہا ہے اور سورۃ النساء کا آخری حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصہ میں فلسفۂ دین کے اعتبار بعض بہت ہی اہم مضامین آئے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ معاشرے کے اندر کسی بُری بات کا بلند آواز سے کہنا یا چرچا کرنا بالفعل کوئی اچھی بات نہیں ہے لیکن اس میں ایک استثناء ہے۔ اگر کوئی مظلوم ہو اور اس کے دل سے کسی کے متعلق جلے کٹے الفاظ بھی نکل جائیں تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ مظلوم کو اجازت دے کہ وہ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا چرچا کرے اور ظالم کے ظلم کی داستان بیان کرے۔ بلاشبہ کسی کا دل دکھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ فارسی کا ایک شعر ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

یعنی مظلوموں کی آہوں سے ڈرو کہ جب ان کی زبان سے کوئی بددعا نکل جاتی ہے تو اللہ کے ہاں سے قبولیت خود ایسی دعا کے استقبال کے لیے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ جو شخص ظلم کا چرچا کر رہا ہے وہ کتنا دکھی ہے اور اس کے جذبات و احساسات کس قدر مجروح ہوئے ہیں۔ جہاں تک خیر کا معاملہ ہے تم اسے بلند آواز سے کہو یا چھپاؤ‘ برابر ہے۔ خیر تو اللہ کے ہاں خیر ہی ہے خواہ عیاں ہو یا خفیہ۔ ہاں اگر کوئی تم سے زیادتی کرے اور تم اُسے معاف کر دو تو یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ یہ اخلاق کا بہت اونچا درجہ ہے۔ اگرچہ مظلوم کو اجازت ہے کہ اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا چرچا کرے‘ اگر وہ ظلم کھلے عام بیان کرے تو اُس پر گرفت نہیں ہوگی‘ تاہم اعلیٰ اور بلند تر رتبہ معاف کر دینا ہی ہے‘ جس کی یہاں ترغیب جا رہی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بھی معاف فرمانے والا قدرت رکھنے والا ہے۔ انسان تو بسا اوقات معاف کرنے پر مجبور بھی ہو جاتا ہے اس لیے کہ اُس میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی‘ مگر اللہ تو ایسا نہیں۔ وہ تو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ چاہے تو خطا کار کو فوراً سزا دے کر حساب چکا دے‘ مگر اتنی قدرت کے باوجود وہ معاف بھی فرما دیتا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

نجات کے تین راستے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلٰثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ)) (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تین چیزیں ہیں جو نجات دلانے والی ہیں‘ اور تین ہی چیزیں ہیں جو ہلاک کر دینے والی ہیں۔ پس نجات دلانے والی تین چیزیں تو یہ ہیں: ایک‘ اللہ کا خوف خلوت میں اور جلوت میں (یا ظاہر میں اور باطن میں)‘ اور دوسرے حق بات کہنا خوشی میں اور غصہ میں‘ اور تیسرے میانہ روی خوشحالی میں اور تنگدستی میں۔ اور ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں: ایک وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے‘ دوسرے وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے (یعنی اس کے تقاضے پر چلا جائے) اور تیسرے آدمی کی خود پسندی کی عادت‘ اور یہ ان سب میں زیادہ سخت ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 6تا12 جولائی 2006ء — 9تا15 جمادی الثانی 1427ھ — شمارہ 24

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6316638 - 6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدود آرڈیننس

گزشتہ چند ہفتوں سے ایک نجی ٹیلی ویژن چینل نے ضیاء الحق دور کے حدود آرڈیننس کو گفتگو کا موضوع بنایا ہوا ہے۔ اِس پروگرام کے حوالہ سے اخبارات میں جہازی سائز کے اشتہارات دیئے جا رہے ہیں۔ تشہیری مہم میں اِس آرڈیننس کی مخالفت واضح طور پر غالب نظر آتی ہے۔ دانشوروں اور بعض علماء کرام کے خطابات اور تحریروں سے مخصوص جملے نکال کر بغیر سیاق وسباق کے شائع اور نشر کیے جا رہے ہیں اور کچھ ایسا تاثر قائم کیا جا رہا ہے جیسے اس وقت مسلمانان پاکستان کو صرف ایک مسئلہ درپیش ہے اور وہ حدود آرڈیننس ہے۔

ہم اگرچہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کسی بھی حکومتی آرڈیننس کو وحی آسمانی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا اور قرآن و حدیث کے احکامات کے سوا دوسری کسی بھی انسانی کاوش میں ہمیشہ نظر ثانی اور بہتری کی گنجائش موجود ہوتی ہے لیکن اچانک حدود آرڈیننس کے خلاف جوز بردست تشہیری مہم شروع کر دی گئی ہے اور اِسے ایک ایسا مسئلہ ظاہر کیا جا رہا ہے' جس کے حل میں مسلمانان پاکستان کے ایمان ویقین کی بقا مضمر ہے۔ اور جس فراخ دلی سے اِس مہم میں کروڑوں روپے اور دوسرے مادی وسائل جھونک دیئے گئے اور جس قماش کے دانشوروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں' اُس سے اسلام اور احکامات شریعت کے خلاف گہری سازش کی بو آتی ہے۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ بش اینڈ کمپنی کے شروع کردہ کروسیڈ کا علمی' قلمی اور نشریاتی محاذ ہے جو شرعی احکامات کے خلاف چاند ماری کر رہا ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ کوئی بھی حکومتی آرڈیننس حرفِ آخر نہیں ہوتا' اِس بنا پر بعض مخلص علماء بھی سادگی میں اِس مہم کا حصہ بن گئے لیکن وہ دانشور حضرات جو مغرب سے مرعوب ہی نہیں' ذہنی طور پر تہذیب جدیدہ کے مغلوب اور مفتوح بھی ہیں' انہوں نے بہت بڑھ چڑھ کر اِس مہم میں حصہ لیا ہے۔ ہم نے مرحوم ضیاالحق کو کبھی بھی مردِ حق کے نام سے یاد نہیں کیا' لیکن ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ مرحوم ومغفور کا اسلامی تعلیمات کی طرف رجحان تھا اور وہ اپنے اِس رجحان کے بارے میں کوئی معذرت خواہانہ رویہ اپنانے کو تیار نہیں تھے۔ پینٹا گون میں وزیر دفاع سے مذاکرات سے قبل نمازِ عصر کی ادائیگی کا سرکاری اہتمام کروانا اور اقوام متحدہ میں اپنے خطاب سے قبل تلاوت کلام پاک کے بندوبست پر اصرار ظاہر کرتا ہے کہ وہ کم از کم مذہبی امور کی ادائیگی میں کسی ذہنی یا نفسیاتی کمتری کا شکار نہ تھے۔ یہ حدود آرڈیننس اُن ہی کے دور کی یادگار ہے۔

اگر حکومت یا کوئی دوسرا ادارہ سنجیدگی اور نیک نیتی سے آرڈیننس میں موجود کسی ابہام کو دور کرنا چاہتا ہے یا وہ سمجھتا ہے کہ آرڈیننس میں بعض ایسی شقیں موجود ہیں جو شریعت کی روح کے عین مطابق نہیں ہے تو ایک ایسی کمیٹی قائم کی جانی چاہیے جس میں نہ صرف پاکستان کے جید علماء ہوں بلکہ عالم اسلام سے فقہ کی باریکیوں کا فہم وادراک رکھنے والے حضرات کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ کچھ ماہرین قانون کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ حساس معاملہ نیم ملاؤں اور سرکاری درباری قسم کے لوگوں کے سپرد نہیں کیا جاسکتا۔ ہم مولانا فضل الرحمٰن کے اِس بیان کو وزنی اور مبنی برحقیقت سمجھتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سب اراکین معتبر اور قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ ایم ایم اے کے ایم این اے مولانا عبدالمالک کا اسمبلی میں یہ بیان کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اراکین بے دین ہیں' اسے سخت اور غیر پارلیمانی تو قرار دیا جاسکتا ہے لیکن بے بنیاد نہیں' اس لیے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے اراکین نے اِس سارے معاملے میں جو مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہے' بلکہ بعض اراکین نے تو اِس مہم کے حق میں آواز اٹھائی ہے' اُن کو منہ توڑ جواب دیا جانا چاہیے تھا۔

حیرت کی بات ہے کہ وہ مغرب جہاں عورت شمع محفل ہی نہیں' مارکیٹ کی جنس بن چکی ہے یہ معاشرہ صنفِ نازک کو گھر کی چار دیواری سے باہر گھسیٹ کر لاتا ہے۔ اُس کے ناتواں کندھوں پر کفالت اور روزگار کا بوجھ لادتا ہے' اُسے نچا کر اور برہنہ کر کے دام کھرے کرتا ہے' وہ بڑے معصومانہ انداز میں عورت کا ''خیر خواہ'' بن کر ہمیں بتاتا ہے کہ اسلام میں (باقی صفحہ 7 پر)

ستائیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

تو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دُور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دُور نہیں

وہ مرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دُور نہیں

یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری' کہ حیات
خدنگِ جستہ ہے لیکن کماں سے دُور نہیں

فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے!
قدم اُٹھا یہ مقام آسماں سے دُور نہیں

کہے نہ راہنما سے کہ چھوڑ دے مجھ کو!
یہ بات راہرِ وِ نکتہ داں سے دُور نہیں

1۔ اے انسان! یہ سچ ہے کہ تُو ''اسیرِ مکاں'' ہے اگرچہ تو اس جہاں کا مکین ہے' یعنی زمان ومکاں کی قید میں ہے' لیکن اگر تُو اپنی اصل اور بنیاد پر غور کرے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو ''لا مکانی'' ہے۔ اگر تُو اپنی خودی (رُوح) کو اتباعِ رسول ﷺ کی بدولت مرتبۂ کمال تک پہنچا دے تو یقیناً تیرے اندر صفاتِ باری تعالیٰ کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔

2۔ وہ عالم جو امروز و فردا' یعنی مرورِ ایام اور تغیرات سے پاک ہے (بہار کے بعد خزاں' اور خزاں کے بعد بہار' یہ تغیر اور انقلاب ہے' اور تغیر و انقلاب زمان و مکاں سے پیدا ہوتا ہے) تیرے آشیانے یعنی تیری زندگی یا شخصیت سے دُور نہیں۔ یعنی اگر تُو اپنی خودی کی معرفت حاصل کر لے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تُو لامکانی ہے۔ تیری رُوح کی اصل مادی نہیں ہے' بلکہ وہ صفاتِ الٰہی کا پَرتو ہے۔

3۔ اقبال کہتے ہیں کہ قلندری یا تصوف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ رُوح خدنگِ جستہ ہے' لیکن کمان سے دُور نہیں ہے۔ یعنی رُوح خدا سے دور بھی نہیں ہے' اُسی کا امر ہے۔

<u>خدنگِ جستہ:</u> کمان سے نکلا ہوا تیر' جو کمان سے جدا ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود کمان سے دُور یعنی جُدا نہیں ہے۔

اگر کمان نہ ہو تو تیر میں حرکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں پہلے تیر کو کمان سے ملاتے ہیں' پھر کمان کو کھینچتے ہیں تو تیر اُس سے نکلتا ہے۔ تیر نکل کر بظاہر کمان سے دُور ہو جاتا ہے لیکن دانشمند جانتے ہیں کہ وہ نکلا تو کمان ہی سے ہے۔ اسی طرح زندگی خدنگِ جستہ ہے' لیکن اس کے باوجود کمان سے دُور نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ہم سے بہت قریب ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے:

﴿نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۶﴾ (قٓ)

''ہم تو انسان سے اُس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

انسان جب غور کرتا ہے تو اپنے آپ کو یعنی اپنی رُوح کو اپنے آپ سے زیادہ قریب پاتا ہے' لیکن اللہ فرماتا ہے کہ ہم انسان سے' اُس سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب سوچیے کہ جب اللہ ہم سے ہماری جان (روح) سے بھی زیادہ قریب ہے تو پھر کسی اور کی طرف دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اُسی سے لو لگائیں' اُسی سے نصرت اور مدد طلب کریں۔ زندگی موت' عزت وذلت اور افلاس و تونگری کا عطا کرنا اُسی کے اختیار میں ہے۔

4۔ انسان کی اصل مادی نہیں ہے۔ اگر وہ قدم اٹھائے' یعنی اپنی خودی کی مخفی قوتوں کو بروئے کار لا سکے تو اپنا حقیقی مقام حاصل کر سکتا ہے' یعنی زمان ومکاں کی دنیا میں رہ کر بھی زمان ومکاں کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے' اور کائنات کی تسخیر کر سکتا ہے۔ ''قدم اُٹھا'' اِس شعر کی جان ہے۔ اقبال کا فلسفہ انہی دو لفظوں میں پوشیدہ ہے یعنی جدوجہد کر' اپنی خودی کی تربیت کر۔

5۔ رہرِ ونکتہ داں (مسافر) کبھی اپنے رہنما سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ رہنما کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کرتا اور آگے بڑھتا ہے۔ اِس لیے وہ کبھی رہنما سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری رہنمائی چھوڑ دے۔ اس شعر میں اقبال نے یہ نکتہ واضح کیا ہے کہ خودی کی تربیت کے لیے مُرشد کی ضرورت ہے۔ از خود کوئی شخص اپنی خودی کی تربیت نہیں کر سکتا۔

منبر و محراب

جہاد فی سبیل اللہ

کے ضمن میں

بعض اہم اور بنیادی غلط فہمیاں

مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' لاہور میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کے 30 جون 2006ء کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:

معزز حاضرین اور محترم خواتین! آج سے ایک سلسلہ خطبات کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ خطبات کا مجموعی عنوان ہے: جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت' اہمیت' لزوم' مراحل اور شرائط۔ آج اس سلسلے کا پہلا خطاب ہے اور اس کا عنوان ہے: ''جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں بعض اہم اور بنیادی غلط فہمیاں''۔ آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت پوری دنیا بالخصوص مغربی دنیا میں جہاد کے لفظ کو ایک گالی کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ مغربی اور عیسائی طاقتیں اس کے خلاف اپنا پورا زور صرف کر رہی ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جہاد کے ضمن میں جو مغالطے اغیار کو لاحق ہوئے ہیں' اور جن کو وہ exploit کر رہے ہیں' بدقسمتی سے اُن کی بنیاد خود ہم نے فراہم کی اور دشمن کا تو کام ہے کہ وہ exploit کرے گا۔ بچھو اگر کسی کو ڈنگ مارتا ہے تو وہ کسی کی دشمنی میں نہیں مارتا بلکہ یہ تو اس کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ وہ اپنی طبیعت کا تقاضا پورا کر رہا ہوتا ہے۔ ہمارے دشمن کی طبیعت کا تقاضا بھی تو یہ ہے جہاں کہیں بھی اسے انگلی رکھنے کی جگہ نظر آئے گی وہاں وہ پورا مورچہ قائم کر دے گا۔

جہاد کے متعلق عالم اسلام کو جو سب سے بنیادی' اور تباہ کن غلط فہمی لاحق ہوئی ہے' وہ یہ خیال ہے کہ جہاد کے معنی ''جنگ'' کے ہیں۔ حالانکہ جہاد ایک بہت وسیع مفہوم کی اصطلاح ہے۔ جنگ کے لیے تو قرآن مجید کی الگ اصطلاح موجود ہے اور وہ ہے قتال فی سبیل اللہ۔ جہاد وقتال دونوں اصطلاحات قرآن کی ہیں' جو بار بار استعمال ہوتی ہیں۔ ان کو بالکل ہم معنی قرار دے دینا سب سے بڑی غلطی ہے جو ہمارے ہاں کی گئی اور ہم نے خود کی ہے۔ اگر قرآن دو جداگانہ اصطلاحیں استعمال کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں کے مفہوم میں کوئی نہ کوئی فرق تو ہونا چاہیے۔

قرآن مجید میں ایمان اور اسلام' نبی اور رسول اور قتال اور جہاد کے الفاظ آتے ہیں۔ الفاظ کے یہ تین جوڑے مترادف اور ہم معنی بھی آتے ہیں۔

ان میں سے ایک خاص اور ایک عام' اسلام عام ہے اور ایمان خاص ہے۔ چنانچہ ہر مومن تو لازماً مسلم بھی ہے' لیکن ہر مسلم لازماً مومن نہیں ہے۔ اسی طرح ہر رسول تو لازماً نبی ہوتا ہے' لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ یہی معاملہ جہاد وقتال کا بھی ہے۔ قتال یقیناً جہاد ہے' لیکن ہر جہاد قتال نہیں ہوتا۔ افسوس' جہاد وقتال کے درمیان اس بنیادی فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے

> **اگر کوئی جارح طاقت آپ کے ملک اور آزادی پر قبضہ جما کر کے آپ کو محکوم بنا لے تو اس کے خلاف جنگ بھی جہاد ہے۔ اور اس کی خاطر جان دینا بھی ایک درجے ہی شہادت ہے۔ مگر اسے جہاد فی سبیل اللہ سے گڈ مڈ نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔**

ہاں فقہ دورِ ملوکیت میں مرتب ہوئی۔ اس دور میں جو بھی جنگ ہو رہی تھی' اسے جہاد کہہ دیا گیا۔ اور یوں یہ دونوں اصطلاحات ہم معنی بنا دی گئیں اور اب تک ہمارے علماء بھی ان کو ہم معنی سمجھتے چلے آ رہے ہیں۔

اس بنیادی غلطی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ جنگ تو ہر وقت جاری نہیں رہتی' پھر یہ کہ اس میں ہر شہری شامل نہیں ہوتا' لہٰذا جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا گیا' حالانکہ یہ تو فرض عین ہے۔ فرض کفایہ تو قتال فی سبیل اللہ ہے۔ جہاد تو ایمان کا رکن ہے۔ سورۃ الحجرات میں فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ ﴿۱۵﴾ ﴾ (الحجرات)

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے' پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔''

اس آیت کے آغاز اور اختتام پر حصر کا اسلوب ہے۔ حصر عربی زبان کی اصطلاح میں ہے۔ یعنی کسی چیز کو گھیر لینا۔ مثال کے طور پر جب کہا جاتا ہے کہ عمر عالم ہے' تو یہ عام فہم سادہ سا جملہ ہوتا ہے مگر جب یہ کہا جاتا ہے عمر ہی عالم ہے' تو یہ حصر کا اسلوب ہوتا ہے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ عمر کے علاوہ اور کوئی بھی عالم نہیں ہے۔ آیت مذکورہ میں ''اِنَّمَا'' کلمہ حصر ہے۔ چنانچہ ''انما المومنون'' کا ترجمہ ہوگا: ''مومن تو صرف وہی لوگ ہیں جو......''۔ اسی طرح آخر میں ''اولئک ھم الصدقون'' میں حصر ہے۔ یعنی ''یہی لوگ ہیں جو اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں۔''

آیت میں ایمان کی تعریف کرتے ہوئے ایمان کی دو شرائط بیان کی گئی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والے ایمان لانے کے بعد ہرگز شک میں نہ پڑیں۔ اُن کا ایمان یقین کی شکل اختیار کرے۔ قرآن مجید کا یہ واحد مقام ہے جہاں ایمان کے ساتھ ''ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا'' (پھر شک میں نہیں پڑے) کے الفاظ آئے ہیں۔ دوسری شرط ہے کہ

﴿وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ﴾

یعنی ''اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔''

پس جہاد ایمان کی دوسری لازمی شرط ہے۔ اب اس بات کو ایک یوں سمجھئے کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں یعنی کلمہ' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ' مگر ایمان کے ارکان میں ارکان اسلام کے ساتھ ساتھ دو ارکان کا اضافہ ہے۔ ان میں سے ایک یقین قلبی ہے اور دوسرا جہاد فی سبیل اللہ۔ ایمان کی یہ دو شرائط یا ارکان لازم ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہو رہا ہے تو اس کا

مطلب یہ ہے کہ آدمی میں ایمان نہیں ہے۔ سورۃ الصف میں فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝﴾

"اے ایمان کے دعویدارو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلا دے۔"

یہ قرآن حکیم کا سمجھانے کا فطری اسلوب ہے۔ تعلیم تدریس کا سلسلہ میں یہ بات بہت اہم ہوتی ہے کہ استاد شاگردوں کے سامنے ایک سوال رکھے تاکہ وہ اپنے ذہن کو کھنگالیں' اُس کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں اور پھر کچھ دیر بعد استاد اِس سوال کا جواب دے۔ یہ طریقۂ تعلیم قرآن حکیم کے علاوہ احادیث رسول ﷺ میں بھی بکثرت ملتا ہے۔

اگر جہنم سے بچنا چاہتے ہو تو تمہیں کیا کرنا ہوگا' اگلی آیت میں اِس کا جواب دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۝﴾

"ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنے جانوں کے ساتھ۔"

ذرا غور کیجیے' اِن آیات میں اہلِ ایمان سے خطاب کرتے ہوئے انہیں ایمان کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ایمان کا دعویٰ تو کر رہے ہو مگر تم حقیقت میں ایمان لاؤ۔ جیسے سورۃ الحجرات میں "لَمْ تُؤْمِنُوْا" کہہ کر بدوؤں کے دعویٰ ایمان کی نفی کی گئی تھی۔ اس مقام پر وہی بات دوسرے انداز میں کہی گئی ہے۔ وہ یہ کہ اگر تم واقعی جہنم کی آگ سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو تو اِس طرح ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔ کلمہ طیبہ کا اقرار کر کے تم قانونی طور پر تو اسلام میں داخل ہو گئے ہو۔ تمہیں مسلمان مان لیا گیا ہے۔ مگر اب اُس ایمان کے حصول کی کوشش کرو جو دل میں یقین بن کر جاگزیں ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہاں گویا تجارت کے دونوں لوازم آ گئے' یعنی سرمایہ اور محنت۔ اللہ کی راہ میں سرمایہ لگانا مالی جہاد ہے اور اُس کی راہ میں محنت اور تگ و دو جان کے ساتھ جہاد ہے۔ آخر میں فرمایا کہ اگر تم حقیقت کا علم رکھو تو یہ تجارت تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ اس کے ذریعے تم آخرت میں جہنم سے چھٹکارا پاؤ گے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ اسلام اور ایمان' نبی اور رسول اور جہاد و قتال کے تین جوڑوں میں عام و خاص کی نسبت ہے۔ الفاظ کے یہ جوڑے جب علیحدہ علیحدہ جگہ پر آئیں تو یہ ہم معنی بھی ہو سکتے ہیں مگر جب ایک جگہ آئیں تو ان الفاظ کا مفہوم مختلف ہوتا ہے۔ جیسے سورۃ الصف میں جو جہاد و قتال کے موضوع پر قرآن حکیم کی اہم ترین سورۃ ہے' جہاد اور قتال دونوں کا تذکرہ آیا ہے۔ اِس میں دونوں کے معانی الگ الگ ہوں گے۔ چنانچہ سورۃ کی آیت نمبر 11 میں جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر ہے۔

﴿ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۝﴾

"ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنے جانوں کے ساتھ۔"

اور آیت نمبر 4 میں ذکر قتال فی سبیل اللہ کا ہوا ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝﴾

یعنی "اللہ تو محبوب رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اُس کی راہ میں صفیں باندھ کر جنگ کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔"

ایک اور بہت اہم نکتہ یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ نجات اخروی کے لیے بنیادی لازمہ (Basic Requierment) ہے۔ آخرت میں کسی ایسے شخص کی نجات نہیں ہو سکتی جس کی زندگی میں جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہوگا۔ قتال فی سبیل اللہ جو ہر ایک پر لازم نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے' جہاد کی چوٹی ہے' اور محبوبیت خداوندی کا مقام ہے۔ جو وہاں تک پہنچ گیا وہ اللہ کا محبوب بندہ بن گیا۔

جہاد کے حوالے سے ایک اور سب سے گھناؤنی بات یہ تصور ہے کہ مسلمان جب بھی جنگ کرے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مسلمان حکمران جابر اور ظالم بھی ہو سکتا ہے جو نہ تو خود اسلام پر قائم ہو اور نہ اسلام کو قائم کرے محض اپنے ذاتی اقتدار کے لیے اور اپنی سلطنت کی توسیع کے لیے جنگ کرے۔ اگر وہ جنگ کرتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ عیاشیاں کرے، زیادہ آسائشیں جمع کر لے' زیادہ دولت اکٹھی کر لے' تو اُس کی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

جہاد کے ضمن میں ایک غلط فہمی یہ بھی پیدا ہوگئی ہے کہ آزادی کی جنگ کو بھی جہاد فی سبیل اللہ قرار دے گیا۔ حالانکہ یہ جنگ جہاد فی سبیل الحریت ہے' فی سبیل اللہ نہیں۔ اس کی وہ شرائط نہیں ہیں جو جہاد فی سبیل کی ہیں۔ اگر کوئی جارح طاقت آپ کے ملک اور آزادی پر قبضہ جما کر آپ کو محکوم بنالے تو اس کے خلاف جنگ بھی جہاد ہے۔ اور اس کی خاطر جان دینا بھی ایک درجے کی شہادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جان دے دے تو وہ شہید ہے۔ آزادی تو اِس سے بھی بڑھ کر متاع ہے۔ اس کی خاطر جنگ یقیناً جہاد ہے مگر اُسے جہاد فی سبیل اللہ سے گڈمڈ نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

گزشتہ صدی کے وسط میں الجزائر میں فرانس سے آزادی کی جنگ جاری تھی۔ پوری اسلامی دنیا میں ڈنکا بجا دیا گیا کہ الجزائر میں جہاد فی سبیل اللہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ دنیا کے مختلف علاقوں سے الجزائری بھائیوں کی مدد کو گئے۔ میں ان دنوں جماعت اسلامی منٹگمری (جو اب ساہیوال کہلاتا ہے) کا امیر تھا۔ یہ کوئی 56-1955ء کی بات ہے۔ الجزائر سے فنڈ جمع کرنے کے لیے ایک وفد آیا تھا' جس میں ایک تو فوجی تھے' کرنل عودہ' جو کلین شیو تھے۔ اور دوسرے بہت بڑے عالم تھے علامہ بشیر الابراہیمی الجزائری۔ جلسہ عام ہوا۔ علامہ بشیر الابراہیمی نے عربی میں تقریر کی۔ انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کے فضائل' اہمیت اور مقام مرتبہ، اور مرتبہ شہادت بیان کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی تقریر سن کر ایمان تازہ ہو گیا۔ عربی اُن کی اپنی زبان تھی۔ قرآن و حدیث کے حوالے انہیں ازبر تھے تو کیسی کیفیت ہوگی' اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ وہ سرور مجھے آج تک یاد ہے۔

جب الجزائر کا جہاد کامیاب ہوا تو وہاں سوشلسٹ حکومت قائم ہوگئی۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ جہاد "فی سبیل اللہ" تھا تو اس کے نتیجے میں اسلامی حکومت قائم ہونی چاہیے تھی' سوشلسٹ حکومت کیوں قائم ہوگئی۔ ہم نے آم بویا تھا۔ یہ کیا ہوا' اُس پر کوئی اور پھل لگ گیا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ دراصل ہم نے جسے آم کا درخت قرار دیا تھا' وہ آم کا درخت تھا ہی نہیں۔ ہم غلطی سے اُسے آم کا درخت سمجھ بیٹھے تھے۔ الجزائر کا جہاد، جہاد فی سبیل الحریت تھا' فی سبیل اللہ نہیں تھا۔

یہی معاملہ جہاد افغانستان کا ہے۔ افغانستان میں روسی جارحیت کے بعد جو جہاد ہوا، وہ جہاد فی سبیل الحریت تھا' اسے بھی جہاد فی سبیل اللہ مشہور کر دیا گیا۔ چنانچہ دنیا کے کونے کونے سے نوجوان جہاد کے لیے کھنچے چلے آئے۔ کوئی الجزائر سے آیا' کوئی سعودی عرب سے اور کوئی کسی اور ملک سے۔ میں ایک مرتبہ پھر واضح طور پر کہہ رہا ہوں یہ جہاد آزادی بھی جائز تھا' اس میں جان دینا بھی ایک درجے کی شہادت تھی' لیکن اسے جہاد فی سبیل اللہ قرار دے دیا گیا' جو ہرگز صحیح بات نہ تھی۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جہاد کے ضمن میں جو مغالطے اغیار کو لاحق ہوئے ہیں' اور جن کو وہ exploit کر رہے ہیں' بدقسمتی سے اُن کی بنیاد ہم خود نے فراہم کی

اس جنگ میں امریکہ اپنے مخصوص مقاصد کے تحت USSR کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے مجاہدین کو استعمال کیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مجاہدین امریکہ کے آلۂ کار تھے۔ مجاہدین تو اپنی حریت کے لیے جنگ لڑ رہے تھے۔ امریکہ نے جب اپنا مقصد حاصل کر لیا تو چلتا بنا۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں خانہ جنگی ہوگئی۔ اس خانہ جنگی کے نتیجے میں افغانستان میں اتنی تباہی ہوئی جتنی کہ روسیوں کے ہاتھوں بھی نہیں ہوئی تھی۔

افغانستان میں بپا انارکی کا ردِّعمل یہ ہوا کہ طالبان اُبھر کر آ گئے۔ لوگوں نے اُن کا بھرپور ساتھ دیا کہ شاید امن قائم کر دیں۔ چنانچہ بہت کم عرصے میں ملک کے نوے فی صد حصے پر طالبان کا اقتدار قائم ہوگیا۔ انہوں نے پورے ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ اسلامی شریعت کے کچھ احکام بھی نافذ کیے۔ اگرچہ اس میں ان سے کچھ غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ کچھ تشدد پسندی بھی ہوئی۔ مگر یہ اُن کی بہت بڑی کامیابی تھی کہ وہ ملک کے نوے پچانوے فیصد رقبے پر امن و امان قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ دراصل برکت تھی اسلامی احکام کی تنفیذ کی، حدود و تعزیرات کی۔ اسلام کی ان برکات کا مشاہدہ عام آدمی نے بھی کیا۔ پوری دنیا مانتی ہے کہ ملا عمر کے ایک حکم پر افیون کی کاشت یکسر ختم ہوگئی۔ ورنہ اب لوگوں پر بلین ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں اور انہیں کہا جاتا ہے کہ افیون کاشت نہ کرو، اس کے باوجود اُس کی کاشت وہاں روز افزوں ہے، ہر سال بڑھ رہی ہے۔

طالبان حکومت کے قیام کے بعد شمالی اتحاد کے گروپوں نے اُس کے خلاف مزاحمت کی۔ ان گروپوں کے خلاف طالبان نے جنگ کی۔ یہ جنگ بلاشبہ جہاد فی سبیل اللہ تھی۔ اس لیے کہ یہ اسلامی حکومت کے تحفظ کے لیے کی گئی تھی۔ طالبان نے کوئی بادشاہت نہیں بنائی تھی، کوئی سیکولر حکومت قائم نہیں کی تھی، بلکہ اسلامی حکومت قائم کی تھی۔ لہٰذا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلامی حکومت کے تحفظ کے لیے کی جانے والی یہ جنگ جہاد فی سبیل اللہ تھی۔

"اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم لسائر المسلمین والمسلمات"

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی گوجر خان کے ملتزم رفیق محمد ریاض کے والد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحوم کی بخشش کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وحاسبہ حسابا یسیرا

بقیہ: اداریہ

عورت مظلوم ہے اور ہمارا نام نہاد دانشور اور ایوانِ اقتدار کی غلام گردشوں کا طواف کرنے والا مبینہ عالم دین ایسی مہم کا حصہ بن جاتا ہے تو اِسے سوائے قوم کی بدقسمتی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اپنی تمام تر نیک نیتی کے باوجود ضیاالحق اِس لیے ناکام رہے کہ وہ اسلام کے صرف مذہبی حصہ یعنی عبادات کو نافذ کرنا چاہتے تھے۔ ہم اپنی اس رائے پر اصرار کرتے ہوئے اپنے اِس دیرینہ مطالبے کو دہرائیں گے کہ اسلام محض مذہب نہیں بلکہ دین ہے اور انفرادی ہی نہیں اجتماعی سطح پر بھی اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا مطالبہ ہے کہ پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ۔ وہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کا قائل نہیں ہے۔ لہٰذا پاکستان کے مسائل کا صرف اور صرف حل یہ ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کو مکمل طور پر بروئے کار لایا جائے۔ پھر دیکھا جائے اگر کسی آرڈیننس بلکہ پارلیمنٹ کے کسی منظور شدہ قانون میں بھی اگر کوئی شے شریعت کی روح کے خلاف ہے تو اُسے نکال باہر کیا جائے۔ ایسا معاشرہ جہاں سیاسی سطح پر جابرانہ آمریت ہو، جو عوام کے بنیادی حقوق اور ضروریات سے لاتعلق ہو، جہاں معاشی سطح پر اللہ سے باقاعدہ اور علی الاعلان جنگ کی جارہی ہو، جہاں بے حیا معاشرت کو روشن خیالی قرار دیا جارہا ہو، وہاں صرف حدود آرڈیننس کے خلاف مہم چلا دینا واضح طور پر سازش کا پتہ دیتا ہے۔ ہم حکومت سمیت تمام اداروں سے درخواست کرتے ہیں کہ تمام شعبہ جات میں مکمل اسلامی نظام کے قیام کی طرف توجہ دیں، اِس لیے کہ حکم ربانی ہے کہ جو اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں، وہی تو کافر ہیں وہی تو ظالم ہیں اور وہی تو فاسق ہیں۔ جزئیات میں پڑنے کی بجائے دین کو انفرادی اور اجتماعی طور پر بحیثیت اکائی نافذ کرنا ہوگا۔ باقی سب کچھ فرار کی راہیں تلاش کرنے کے مترادف ہے۔

عورت......آج اور کل

انجینئر عبدالرزاق اویسی

قبل اِز اسلام رائج تھا اسلوبِ حیات — کِس قدر مظلوم تھی اے بنتِ حوّا تیری ذات
ایک ٹچھر کے برابر تری قیمت نہ تھی — گاڑ دی جاتی تھی زندہ تُو تو پیدا ہوتے ہی
باپ کے ترکے میں بیٹے بانٹ لیتے تھے تجھے — تُو تھی جن کی ماں وہی زوجہ بنا لیتے تجھے
ہندوانہ رسم ہے مر جائے جب تیرا پتی — آگ کی بھٹی میں تجھ کو ہونا پڑ جائے ستی
تُو نہ تھی بیٹی کِسی کی ماں نہ تھی — تجھ سے یُوں برتاؤ ہوتا گویا تُجھ میں جاں نہ تھی
تُجھ کو تو اسلام نے ہی عزت و توقیر دی — ماں کے قدموں میں ہے جنّت یہ تجھے تبشیر دی
دینِ حق نے ہی تُجھے ہے باپ کا ورثہ دیا — اور ماں کو اس کے بیٹے کا دیا وارث بنا
تُجھ کو مَردوں کی غُلامی سے ہے دی اُس نے نجات — ہے مگر پردے میں رکھّا تا کہ شیطان کھائے مات
دینِ حق نے ہے بنایا تیرے خاوند کو کفیل — کہ امورِ خانگی کی تُو کرے گھر میں سبیل
ہاں مگر وقتِ ضرورت تُو بٹا سکتی ہے ہاتھ — جیسے دورِ سَلف میں تو نے مردوں کا ساتھ
نامِ آزادی کا دے کے عصرِ حاضر میں تجھے — دی کفالت میں شراکت میں مردِ شاطِر نے تجھے
نام پر آزادیٔ نسواں کے جتنا بھی ہے شور — گھر کی عزّت ہے سرِ بازار لُٹوانے پہ زور
عورتیں آئیں گھروں سے گویا نکلیں جیل سے — خواہشِ شیطاں ہے پُوری مردوزن کے میل سے
اہلِ مغرب میں کسی کی بیٹی، بہن اور ماں نہیں — ہیں اویسی سارے حیواں، کوئی بھی اِنساں نہیں

تہذیبوں کا تصادم اور اکبر الٰہ آبادی کی شہادتیں

شاہنواز فاروقی

اکبرالٰہ آبادی اردو کے عظیم شاعروں میں سے ایک ہیں۔ ان کی تخلیقی صلاحیت میر تقی میر، غالب اور اقبال کی سطح کی ہے، مگر چونکہ ان کا اسلوب طنزیہ اور مزاحیہ ہے اس لیے ہم انہیں مزاحیہ شاعر کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اکبر کی اہمیت اس لیے بھی کم سمجھی گئی کہ اکبر کی شاعری کا بیشتر مواد مذہبی روح سے ماخوذ ہے۔ اسی لیے ترقی پسند نقادوں کی بڑی تعداد نے ان پر قدامت پسندی اور رجعت پرستی کا لیبل چسپاں کر دیا۔ اکبر کی عظمت یہ ہے کہ اقبال جیسے شاعر نے ان کے رنگ اور اسلوب کی پیروی کی اور اکبر کے انتقال پر انہوں نے اکبر کے فرزند کے نام جو تار بھیجا اس میں لکھا کہ آپ کے والد نابغۂ روزگار تھے اور جنوبی ایشیا میں ان کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں۔ اکبر کی شاعری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ اقبال نے بعد ازاں اپنی شاعری میں افکارِ مغرب پر جو بے مثال تنقید نہایت اعلیٰ سطح پر لکھی اس کا ایک حصہ اکبر کی فکر سے ماخوذ ہے۔ فرق یہ ہے کہ اکبر نے جو نکتہ طنز و مزاح کے پیرائے میں بیان کیا ہے، اقبال کے ہاں وہ نکتہ فلسفیانہ سنجیدگی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

اکبر الٰہ آبادی 1848ء میں پیدا ہوئے اور اُن کا انتقال 1921ء میں ہوا۔ اس طرح اکبر نے 82 سال کی عمر پائی۔ تہذیبوں کے تصادم کے حوالے سے یہ بات بیان کرنے کے لائق ہے کہ اس نظریے کو پیش کرنے والا امریکی سکالر سیموئل ہن ٹنگٹن بے چارہ 1928ء میں پیدا ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے مقالے کی اشاعت سے 72 سال پہلے اکبر اس دارِ فانی سے کوچ کر چکے تھے۔ چنانچہ کم از کم اکبر الٰہ آبادی پر یہ الزام عائد نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی فکر ہن ٹنگٹن کے فکری حوالوں سے ماخوذ ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اکبر کے یہاں تہذیبی تصادم کی شہادتیں ایک آدھ نکتے تک محدود نہیں۔ توحید، خدا، وحی، رسالت، علم، تعلیم، تہذیب، سائنس اور فلسفے سے لے کر اشیاء تک میں اکبر نے یہ دکھادیا ہے کہ ہماری تہذیبی اساس مغرب کی تہذیبی اساس سے اور ہمارے تہذیبی مظاہر مغرب کے تہذیبی مظاہر سے کتنے مختلف ہیں اور ان کے مابین کہاں کہاں اور کتنا تصادم یا عدم مطابقت ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس کا مطالعہ پاکستان ہی نہیں ساری دنیا کے مسلم دانش وروں، سیاسی قائدین اور عام افراد کو کرنا چاہیے۔ اس کی ضرورت ہم جیسے لاعلموں ہی کو نہیں اُن کو بھی ہے جو اسلام اور مغرب کے علم کا خزانہ سروں پر رکھے گھوم رہے ہیں۔

تہذیبی تصادم کے حوالے سے ہم نے کلیاتِ اکبر سے موضوعات کی بنیاد پر کچھ اشعار منتخب کئے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ اکبر کی پوری کلیات کا مطالعہ بھی نہیں ہے۔ ہم نے تو بس یہاں وہاں سے شعر اٹھا لئے ہیں اور انہیں عنوانات کے تحت آپ کے مطالعے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

توحید کے بارے میں کہتے ہیں:

تمہاری بحثوں سے میرے شبے خدا کی ہستی میں کم نہ ہوتے
مگر یہ بات آ گئی سمجھ میں، خدا نہ ہوتا تو ہم نہ ہوتے

☆......☆......☆

دنیا میں بے خبر ہے جو پروردگار سے
شاید ہے زندہ اپنے ہی وہ اختیار سے
اے صانع ازل تری قدرت کے میں نثار
کیا صورتیں بنائی ہیں مشتِ غبار سے

☆......☆......☆

تعلیم کے بارے میں یوں گویا ہوتے ہیں:

نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جنابِ ڈارون کو حضرت آدمؑ سے کیا مطلب؟

☆......☆......☆

نئی تہذیب میں بھی مذہبی تعلیم شامل ہے
مگر یوں ہے کہ گویا آبِ زمزم مے میں داخل ہے

☆......☆......☆

نقصِ تعلیم سے اب اس کی سمجھ ہی نہ رہی
دل تو بڑھ جاتا تھا اجداد کے افسانے سے
شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

☆......☆......☆

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر
بس اصل کارِ دیں تو صرف تسبیح و قناعت ہے
عوام الناس باہم جنگ کرتے ہیں زوائد پر

دینی زوال پر تبصرہ یوں کرتے ہیں:

کیا ہے مذہب، ایک ملکی اور سوشل انتظام
یہ نہیں پہچان ہرگز کافر و دیں دار کی

☆......☆......☆

ضعفِ مذہب ہو گیا ہے باعثِ طولِ سخن
گفتگو عامی سے ہو یا بحث ہو ذی جاہ سے

☆......☆......☆

اکبر مستقبل میں فکری الحاد اور تہذیبی و ثقافتی یلغا کے حوالے سے پیشنگوئی کرتے ہیں:

یہ موجودہ طریقے راہیٔ ملکِ عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسیں اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں نہ گیسو میں یہ خم ہوں گے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے
بدل جائے گا اندازِ طبائع دورِ گردوں سے
نئی صورت کی خوشیاں اور نئے اسبابِ غم ہوں گے
خبر دیتی ہے تحریکِ ہوا تبدیلِ موسم کی
کھلیں گے اور ہی گل زمزمے بلبل کے کم ہوں گے
عقائد پہ قیامت آئے گی ترمیمِ ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے
بہت ہوں گے مغنی نغمۂ تقلیدِ یورپ کے
مگر بے جوڑ ہوں گے اس لیے بے تال و سم ہوں گے
بدل جائے گا معیارِ شرافت چشمِ دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہوں گے
گزشتہ عظمتوں کے تذکرے بھی رہ نہ جائیں گے
کتابوں ہی میں دفن افسانۂ جاہ و حشم ہوں گے
کسی کو اس تغیر کا نہ حس ہوگا نہ غم ہوگا
ہوئے جس ساز سے پیدا اسی کے زیر و بم ہوں گے

☆......☆......☆

صومالیہ: اسلامی قوتوں کی شاندار کامیابی

محبوب الحق عاجز

3 جون 2006ء کو صومالی عوام نے اپنے ریڈیو پر نوید جانفزا سنی:

''موغا دیشو پر اسلام کے متوالوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ بھتہ خور' جرائم میں ملوث اور عوام پر ظلم کرنے والے تمام جنگجو سرداروں اور امریکی حمایت یافتہ ملیشیا کو دوبدو جنگ کے بعد شکست ہو چکی ہے۔ ہم ملک میں نظام شریعت قائم کریں گے۔ امن و امان کا قیام ہماری اولین ترجیح ہوگی' جس کے لیے ہم کسی بھی فرد اور گروپ سے بات چیت کے لیے تیار ہیں۔ فروری 2006 سے جاری یہ جنگ اب ختم ہو چکی ہے۔ الحمدللہ آج ہم فتح یاب اور غالب ہیں۔ اُسی طرح جیسے اسلام پہلے (اپنے ابتدائی دور میں) غالب ہوا تھا۔''

متذکرہ اقتباس صومالیہ کی اسلامک کورٹس یونین کے اُس وقت کے چیئرمین شیخ شریف احمد کی اُس تقریر کا ہے' جو صومالی دارالحکومت موغادیشو پر اسلامی ملیشیا کے قبضے کے بعد ریڈیو سے نشر ہوئی۔

اسلامی کورٹس یونین صومالیہ کی اسلام پسند تنظیموں کا اتحاد ہے۔ اِس کے تحت ایک اسلامی ملیشیا ہے' جو گزشتہ فروری سے ملک میں موجود امریکی حمایت یافتہ وارلارڈز سے برسرِ پیکار تھی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اخلاق باختگی' بھتہ خوری' ظلم و ستم' چوری ڈکیتی اور زنا و بدکاری کو عام کر رکھا تھا۔ صومالیہ گزشتہ پندرہ برس سے انہی کے مکرہ شکنجے میں جکڑا ہوا تھا۔ یہاں کوئی منظم حکومت نہیں تھی۔

دارالحکومت موغادیشو پر اسلامک کورٹس یونین کے مکمل قبضے سے پندرہ سال سے جاری طویل خانہ جنگی کے عہد کا خاتمہ ہو گیا ہے اور عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں کے مطابق امن و امان کا قیام عمل میں لا جا چکا ہے۔ وحشت و بربریت اور درندگی اور سفا کی پر مبنی جنگلی قانون کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانونِ عدل و مساوات اُس کے بندوں کے لیے سایہ رحمت بن کر سایہ فگن ہو چکا ہے۔

اسلامی کورٹس یونین کی حکوت نے برسرِ اقتدار آتے ہی چند اہم اقدامات کیے ہیں۔ اسلامی عدالتیں قائم کر دی گئی ہیں' تا کہ لوگوں کو عدل و انصاف فراہم کیا جا سکے اور قتل و غارت گری' ڈکیتی اور راہ زنی کے مرتکب عناصر کو قانون کے شکنجے میں لایا جائے۔ ایک اسلامی نظریاتی حکومت کسی طور پر فحاشی اور بے حیائی کو گوارہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ بے حیائی اور عریانی کے خاتمے کے لیے بھی کئی اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ مثلاً ڈانس بار' ویڈیو سنٹر' کلب' ویڈیو گیم کے مراکز اور فحش فلموں کی کیسٹوں پر پابندی وغیرہ۔

صومالیہ کی موجودہ صورتحال کو سمجھنے کے لیے آیئے اُس کے سیاسی اور تاریخی پس منظر پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں۔ صومالیہ مشرقی افریقہ میں واقع ایک کروڑ بیس

> وحشت و بربریت اور درندگی اور سفا کی پر مبنی جنگلی قانون کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانونِ عدل و مساوات اُس کے بندوں کے لیے سایہ رحمت بن کر سایہ فگن ہو چکا ہے

لاکھ آبادی پر مشتمل ایک مسلمان ملک ہے' جس نے 1960 میں برطانوی استعمار سے آزادی حاصل کی۔ بدقسمتی سے یہ ملک ابتدا ہی سے داخلی انتشار اور عدم استحکام کا شکار رہا ہے۔ بیرونی مداخلت کے سبب یہاں مستحکم اور پائیدار نظام حکومت تشکیل نہیں پا سکا۔

صومالیہ کے معنی ہیں' دودھ کا پیالہ' اور واقعی یہ اسم با مسمیٰ ہے۔ یہاں تیل اور گیس کے علاوہ بڑی تعداد میں

> امریکہ کے نائب وزیر خارجہ نے حد درجہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ ''امریکہ صومالیہ کو ایک اسلامی ریاست نہیں بننے دے گا۔''

یورینیم کے ذخائر موجود ہیں' بلکہ دنیا میں پائی جانے والی یورینیم کا دس فی صد یہیں پایا جاتا ہے۔ یہاں کی جغرافیائی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔ اپنے مخصوص جغرافیے کی وجہ سے یہاں کا ہوائی اڈہ پوری دنیا کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ نہر سویز سے گزرنے والے تمام بحری جہازوں کو صومالیہ کی بندرگاہ بربرہ سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔

یہ وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر اِس خطہ پر بالادستی کے حصول کے لیے سپر طاقتوں امریکہ اور روس میں رسہ کشی ہوتی رہی ہے۔ صومالیہ کے قیام کے نو سال بعد 1969ء میں صومالی صدر علی شیرک قتل کر دیئے گئے تو جنرل سعید برے نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ ان کا جھکاؤ روس کی طرف تھا۔ چنانچہ روسی اشیر باد سے انہوں نے ملک کو کیمونزم کے خطوط پر چلانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اِس راہ میں مزاحم علماء اور دینی و سیاسی رہنماؤں کا قتل عام کیا گیا۔ یہیں سے صومالیہ کی تباہی کا آغاز ہوا۔ جنرل برے ہمسایہ ملک ایتھوپیا پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ جس کے سبب روس سے اُن کے اختلافات پیدا ہو گئے۔ اِس موقع سے امریکہ نے فائدہ اُٹھایا۔ اُس نے جنرل برے کی حمایت کی۔ چنانچہ اُس نے ایتھوپیا پر حملہ کر دیا۔ روس نے ایتھوپیا کی بھرپور سپورٹ کی جس کے نتیجے میں جنرل برے کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ 1990ء میں جنرل برے اپنے غلط اندازِ حکمرانی کے سبب موغادیشو سے فرار ہو گئے۔

1993ء میں جنرل فرح عدید نے اقتدار سنبھالا۔ وہ امریکہ کے مخالف تھے۔ چنانچہ امریکہ نے صومالیہ میں مداخلت کی' مگر جنرل عدید کے خلاف امریکہ کو فوج کشی بہت مہنگی پڑی۔ صومالیہ میں امریکی فوج کو ابتدا ہی میں عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ جنرل عدید نے بلیک ہاک مار گرایا اور 18 میرینز ہلاک ہو گئے۔ اُن کی لاشیں گلیوں میں گھسیٹی گئیں اور اِس کی فلمیں پوری دنیا میں چلا دی گئیں۔ جس کے بعد امریکہ نے فوراً ہی اپنی فوج کو واپس بلانے میں عافیت جانی۔

1996ء میں جنرل عدید کے قتل کے بعد امریکہ نے ''سیکولر الائنس'' تشکیل کر کے ملک میں شورش بپا کیے رکھی۔ حکومتیں بنتی رہی اور قبائل کی باہمی چپقلش سے ٹوٹتی رہیں۔ یوں یہ ملک وار لارڈز کے بے رحم تھپیڑوں کی زد میں رہا۔ اب جبکہ اسلامی کورٹ یونین نے اقتدار سنبھالا تو ملک امن و امان اور استحکام نصیب ہوا ہے۔

صومالیہ اور افغانستان کے حالات میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ روس کی عبرتناک شکست کے بعد افغانستان کو آزادی ملی تو یہ ملک داخلی عدم استحکام کا شکار ہو

گیا۔ عرصہ دراز تک کوئی پائیدار اور مستحکم حکومت قائم نہ ہو سکی۔ جنگی سرداروں نے مختلف علاقوں پر قبضہ جما لیا اور ملک میں بدامنی' انتشار' لاقانونیت' غنڈہ گردی اور قتل و غارت گری عام ہوگئی۔ اِن حالات میں طالبان کا ظہور ہوا جنہوں نے ملک کو انارکی سے چھٹکارا دلانے کا فیصلہ کیا۔ افغان عوام نے' جو خانہ جنگی سے سخت تنگ آ چکے تھے' طالبان کی پکار پر لبیک کہی اور دل و جان سے اُن کا ساتھ دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد ملک کے نوے فیصد حصے پر طالبان کا اقتدار قائم ہوگیا۔

صومالی عوام بھی امریکہ نواز قبائلی جنگی سرداروں سے سخت ناخوش تھے۔ وہ ایک ایسی قوت اور قیادت کے آرزومند تھے جو انہیں امریکی پٹھوؤں اور اُن کی بپا کردہ انارکی سے نجات دلا سکے۔ صومالیہ میں اسلام پسندوں کی فتح عوام کی اِسی خواہش کا مظہر اور اسلامی نظام کے لیے اُن کی عملی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ حالیہ تبدیلی سے صومالی عوام کو وارلارڈز اور اُن کی غنڈہ گردی اور مظالم سے نجات ملی ہے۔ وہ اسلامی حکومت کے قیام سے بہت خوش ہیں اور امن و امان کے قیام اور اسلامی قوانین کے اجراء میں حکومت سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں۔

اسلامی کورٹس یونین کی کامیابی کا سب سے اہم سبب اُس کے رہنماؤں کا مثالی کردار ہے۔ عرب دنیا کے چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے حمایت یافتہ صومالی صدر یوسف احمد کی عبوری حکومت عرب لیگ کی کوششوں کے نتیجے میں 23 جون کو سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں ہونے والے مذاکرات میں اسلامی کورٹس یونین سے سمجھوتہ کر کے اُسے ایک جائز اسلامی حکومت تسلیم کر چکی ہے۔ چنانچہ 24 جون کو ملک کا نظام چلانے کے لیے اسلامک کورٹس یونین کی جگہ 88 ارکان پر مشتمل صومالی سپریم اسلامک کورٹس کونسل قائم کی گئی ہے' جو فی الوقت ملک کی پارلیمنٹ کے طور پر کام کرے گی۔ اِس کی سربراہی کے لیے شیخ حسن طاہر کا انتخاب کیا گیا ہے جو عالم دین ہیں' اور القاعدہ سے تعلق کے الزام میں امریکہ کو مطلوب ہیں۔ اسلامک کورٹس یونین کے رہنما شیخ شریف احمد کو سپریم کورٹس کونسل ایگزیکٹو کمیٹی کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے۔

اسلامک کورٹس یونین کی یہ کامیابی صومالی عوام کے اسلامی قوتوں پر بھرپور اعتماد کا مظہر ہے۔ تاہم مغربی دنیا خاص طور پر جمہوریت اور انسانی حقوق کے دعویدار امریکہ نے اپنی اسلام دشمن پالیسیوں کے سبب عوامی طاقت کی نمائندہ حکومت کی مخالفت شروع کر دی ہے' بالکل اُسی طرح جیسے اُس نے افغانستان میں طالبان حکومت کی مخالفت کی' یا جیسے فلسطین میں حماس کی موجودہ حکومت کے خلاف کمر بستہ ہے۔ چنانچہ امریکہ کے نائب وزیر خارجہ نے حد درجہ

جنرل عدید کے خلاف امریکہ کو فوج کشی بہت مہنگی پڑی۔ صومالیہ میں امریکی فوج کو ابتدا ہی میں عبرتناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ جنرل عدید نے بلیک ہاک مار گرایا اور 18 میرینز ہلاک ہوگئے۔ اُن کی لاشیں گلیوں میں گھسیٹی گئیں اور اِس کی فلمیں پوری دنیا میں چلادی گئیں۔ جس کے بعد امریکہ نے فوراً ہی اپنی فوج کو واپس بلانے میں عافیت جانی۔

مشہور اخبار ''الاہرام'' کے عرب اور افریقی امور کے تجزیہ نگار جمال مکرمہ کہتے ہیں: ''طالبان کی طرح موغادیشو کی اسلامی تحریک کے کارکن بھی لوگوں کے بہت بڑے حلقے میں دیانتدار' راست باز اور قابل اعتماد باور کیے جاتے ہیں' جبکہ امریکہ کے حمایت یافتہ جنگجو قبائلی سرداروں کے انسداد دہشت گردی الائنس کو (افغانستان کے جنگجو سرداروں پر مشتمل شمالی اتحاد کی طرح) کرپٹ سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی عناصر قومی سوچ کے حامل متصور ہوتے ہیں مگر اُن کا تصور قومیت ملکی سرحدوں کے تنگ مفہوم تک محدود نہیں۔ اس کی بجائے وہ پوری امت مسلمہ کے ایک امت کا تصور رکھتے ہیں۔ وہ قبائلیت کے مخالف ہیں اور قبائلی عصبیت پر مبنی سیاست سے انہیں شدید اختلاف ہے۔''

اسلامی حکومت اپنے قیام کے بعد اپنے استحکام کی جانب گامزن ہے۔ وارلارڈز پسپا ہو کر ملک سے فرار ہو ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ ''امریکہ صومالیہ کو ایک اسلامی ریاست نہیں بننے دے گا''۔ امریکہ کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ سو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے خلاف اُس کی کھلی جنگ کی دھمکی ایسی بات نہیں جس پر ہمیں تعجب ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ بالآخر نورِ توحید کا اتمام ہو کر رہے گا۔

مستقبل قریب میں حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں اُس کی خبر اللہ ہی کو ہے اور اِس کا اختیار بھی اُس کو حاصل ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ سردست دجالیت کے نمائندہ امریکی حکمران اپنی سرتوڑ کوششوں کے باوجود بھی صومالیہ میں اسلام کی اُبھرتی ہوئی احیائی لہر کو روکنے میں ناکام ہوگئے ہیں۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک رکھ دی
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

بقیہ: حقوق نسواں

نہیں ہونا چاہیے بلکہ لباس بھی مختصر ہونا چاہیے' حالانکہ ان واقعات کا سبب اگر کسی مرد کی بے راہ روی اور کمینگی بنی ہو تو بھی اس میں بڑی حد تک کارفرما عورت کی حرکات و سکنات اور اس کے وہ افعال ہوتے ہیں جو اس کی چال ڈھال سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر عورت مکمل پردے میں ہو تو اس سے بچا جا سکتا ہے۔

اسلام نے عورت کو گھر کا ماحول فراہم کر کے اس کو ماں' بیٹی' اور بیوی کا مقدس رشتہ فراہم کیا جبکہ مغرب اور مغرب زدہ لوگوں نے گھر سے باہر نکال کر عورت کو بھی تباہ کیا اور اپنا خاندانی نظام بھی برباد کر ڈالا۔ آج مغرب پریشان ہے اور پھر عورت کو گھر تک محدود کرنے کا سوچ رہا ہے کیونکہ عورت کو ''باہر'' نکالنے میں جتنے نقصانات ہو رہے ہیں ان کی تلافی ممکن نہیں۔ بس ایک ہی حل ہے کہ عورت کو اس کے فطری فریضے کی ادائیگی کے لیے گھر کی ملکہ بنا دیا جائے۔

اگر عورت کو مظلومیت سے نکالنا ہے تو پھر اس سے مکمل پردہ کروانا ہوگا' اسے معاشرے کی غلیظ نظروں سے بچانا ہوگا۔ اس کی دینی تعلیم کا خوب اہتمام کرنا ہوگا' اسے معاش کی فکر سے آزاد کرنا ہوگا' اسے بازار' دکان' دفتر' انڈسٹری اور تجارت کے لیے بکاؤ مال بننے سے بچانا ہوگا۔ اگر یہ کام نہ کیے گئے تو عورت کی عزت اسی طرح تار تار ہوتی رہے گی۔ وہ ظلم و جبر کی چکی میں اسی طرح پستی رہے گی۔ عورتوں کی اسمگلنگ ہوتی رہے گی۔ خودکشیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ وہ نفسیاتی مریض بنتی رہیں گی۔ ان کو دفتروں میں گھسیٹا جاتا رہے گا اور نادان لڑکیاں آشناؤں کے ساتھ بھاگ کر عبرت ناک انجام تک پہنچتی رہیں گی۔

ہر سال اسی طرح پوری دنیا میں خواتین کا عالمی دن روایتی طور پر منایا جاتا رہے گا لیکن بنتِ حوا کا تحفظ نہیں ہوگا کیونکہ مغرب اور مغرب زدہ لوگ سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ جن پہلوؤں کو وہ آزادی کہتے ہیں وہ عورت پر ظلم ہے اور جن کو وہ ظلم کہتے ہیں ''بنتِ حوا'' کی حقیقی آزادی وہی ہے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا تھا:

بترسم کہ نرسی بکعبہ اے اعرابی
کہ ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

''مجھے ڈر ہے کہ تو کعبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ جس راستہ پر تو چل رہا ہے یہ تو ترکستان جاتا ہے' مکہ جاتا ہی نہیں۔'' حقوق نسواں کے علمبردار جن پہلوؤں پر چل کر عورت کو مظلومیت سے نکالنا چاہتے ہیں وہ پہلو تو اس کی مظلومیت کے ہیں ہی نہیں۔ (بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

بعلبک شہر پر مسلمانوں کا قبضہ

سلسلہ ملانے کے لیے پچھلی قسط کا آخری جملہ پڑھیے جو یہ تھا: ''جن دنوں عماد الدین زنگی خانہ جنگی میں اُلجھا ہوا تھا' یورپ والوں نے پھر مسلمانوں کے خلاف نئی صلیبی جنگ شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔'' نئے حملے کے لیے اُن کے پاس دو وجوہ تھیں:

1۔ پہلی یہ کہ عماد الدین زنگی نے اُن کے دو مضبوط شہروں اثارب اور حارم پر قبضہ کر لیا تھا جو اُن کی مضبوط چھاؤنیاں تھیں۔

2۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ یورپ والے سمجھنے لگے تھے کہ مسلمان آپس کی خانہ جنگی میں الجھے ہوئے ہیں۔ ایک حکمران دوسرے حکمران کے علاقے پر حملہ آور ہو کر اُس کا علاقہ پر قبضہ کرنے کے درپے ہیں۔ بغداد کی خلافت کمزور ہو چکی ہے۔ لہٰذا اگر اِس موقع پر مسلمانوں پر حملہ کیا جائے تو اپنے علاقے بھی واگزار کرائے جا سکتے ہیں اور مسلمانوں کے بھی بعض علاقے ہتھیائے جا سکتے ہیں۔

شہر بزاع پر صلیبیوں کا قبضہ

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے قیصر روم اور شاہ فرانس نے فیصلہ کیا کہ وہ بہ نفسِ نفیس اپنے لشکریوں کے ساتھ مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے صلیبیوں کے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے سب سے پہلے مسلمانوں کا شہر بزاع بہت جلد فتح کر لیا۔ شہر میں جس قدر مرد تھے' سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر غلام بنا کر اپنے ہمراہ کر لیا۔

شہر بزاع کی فتح کے بعد اُن کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اتنی آسان فتح مسلمانوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اب انہیں شکست دینا اور اُن کے شہروں پر قبضہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

بزاع پر قبضہ مضبوط کرنے کے بعد صلیبی لشکر نے پھر پیش قدمی کی اور 17 شعبان 534ھ/1139ء کو انہوں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کے ایک اور شہر شیزر کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرے کی صورتِ حال عجیب تھی۔ شیزر کا والی ابو عساکر تھا جو بڑا بہادر اور دلیر سپاہی تھا۔ اسلام سے اُسے بڑی محبت تھی۔ اُس نے عہد کر لیا کہ وہ صلیبیوں کو شیزر پر قبضہ نہیں کرنے دے گا۔

جس وقت صلیبی لشکر شیزر کی طرف بڑھا' ابو عساکر نے ایک تیز رفتار قاصد عماد الدین زنگی کی طرف روانہ کیا اور یورپ کے صلیبیوں کے خلاف اُس سے مدد طلب کی۔ ابو عساکر کو اِس بات کا بھی صدمہ تھا کہ یورپی صلیبیوں نے شہر بزاع پر اچانک حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا ہے۔ مشہور جغرافیہ دان اور سفر نامہ نگار ابن جبیر لکھتا ہے:

''بزاع ایک بہت بڑی منڈی تھی۔ اُس کا قلعہ انتہائی مضبوط تھا۔ یہاں پانی کی فراوانی تھی اور گردونواح میں بے شمار باغات تھے۔ جس علاقے پر یہ قلعہ اور شہر واقع تھا' اُسے ''وادیٔ بطنان'' کہتے تھے۔ یہاں ایک خاص قسم کا سوتی کپڑا بنتا تھا' جو مصر اور دمشق کو فروخت کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ اِس کپڑے کا نام کرباس تھا۔''

مورخ ابوالفدا لکھتا ہے:

''بزاع کے مقام پر عقیل ابن ابو طالب کی قبر تھی۔ یہ شہر حلب سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔''

شہر شیزر کا کامیاب دفاع

ابو عساکر نے تیز رفتار قاصد عماد الدین زنگی کی طرف بھجوانے کے ساتھ ساتھ خود بھی شیزر کا دفاع کیا۔

جونہی جلتے پروں کا تیر بلند ہوا' اُس کے ساتھ ہی رات کی گہری تاریکی میں نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اِس کے جواب میں ابن عساکر کے لشکر نے بھی ''اللہ اکبر'' کی صداؤں میں ''اللہ اکبر'' کی آواز شامل کر کے صلیبیوں پر ہلہ بول دیا

جونہی صلیبی شیزر کی فصیل عبور کرنے کی کوشش کرتے' وہ شہر کی فصیل کے اوپر سے اُن پر تیروں کی بوچھاڑ کرتا' کھولتا ہوا پانی اُن پر اُلٹا اور دہکتے ہوئے انگارے اُن پر پھینکتا۔ جتنے بھی غیر مسلح مسلمان عورتیں اور مرد تھے' وہ بھی فصیل کے اوپر چڑھ گئے۔ کوئی پانی اُبال رہا تھا۔ کوئی آگ کے انگارے تیار کر رہا تھا۔ اس طرح انہوں نے مل جل کر شیزر شہر کا دفاع کرنا شروع کر دیا۔

اُدھر ابن عساکر کا قاصد عماد الدین زنگی کے سامنے پیش ہوا۔ وہ ایک معمر شخص تھا۔ لگاتار تیزی سے گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے اُس کے عمامے اور اُس کی ڈاڑھی پر گرد جمع ہوئی اور جس وقت وہ شہر بزاع کی فتح اور شیزر کی داستان عماد الدین سے بیان کر رہا تھا' اُس وقت اس کی آنکھوں کے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ یہ صورتحال عماد الدین کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اُس نے کہا: ''میرے عزیز میں جانتا ہوں' تو لگاتار سفر کرتے ہوئے تھک چکا ہو گا۔ جو صورتِ حال تم نے بتائی ہے' اُس کے تحت میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں آج ہی اپنے لشکر کے ساتھ شیزر کا رُخ کروں گا۔ تم یہاں مُوصل میں قیام کرو۔ کچھ دن آرام کرو۔ سفر کی تھکن اُتار کے شیزر کی طرف روانہ ہو جانا۔ تم فکر نہ کرو۔ شیزر اللہ کے فضل سے محفوظ ہے۔''

وہ معمر قاصد عماد الدین کو مخاطب کر کے کہنے لگا: ''اے عالم اسلام کے مربی سلطان! آپ نے جو الفاظ ادا کئے ہیں خدا کی قسم انہوں نے میری تھکاوٹ دُور کر دی ہے۔ اب میں بالکل تازہ دم ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی پیغام دیں اور میں آپ کے لشکر سے پہلے ہی روانہ ہو کر آپ کا پیغام خوشخبری کی صورت میں ابو عساکر سے بیان کروں۔''

عماد الدین نے کہا: ''اچھا یہ بات تو ابن عساکر سے کہنا' جہاں اُس نے صلیبی سیلاب کے سامنے شہر کا دفاع کیا ہے' وہ ایک دن اور مزاحمت جاری رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آنے والی شب کو میں شیزر کے نواح میں ہوں گا۔ آنے والی شب کو شیزر کے نواح میں دھیان رکھے۔ رات کے وقت ہماری طرف سے فضا کے اندر جلتے ہوئے پروں کا تیر بلند کیا جائے گا۔ یہ ہماری نشانی ہو گی کہ ہم وہاں پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے ہی میں صلیبیوں پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔ لہٰذا ابو عساکر بھی ہمیں دیکھتے ہی فصیل سے باہر نکل کر صلیبیوں پر جارحانہ ٹوٹ پڑے۔ اِس دوطرفہ حملے سے صلیبیوں کے اوسان خطا ہو جائیں گے۔''

وہ رات بڑی تاریخ اور ہولناک تھی۔ صلیبی رات کے وقت بھی وقفے وقفے سے شیزر شہر کی فصیل پر حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ ابو عساکر اپنے مختصر لشکر کے ساتھ شہر شیزر کا دفاع کر رہا تھا۔ شیزر مسلمانوں کا شہر تھا' یہ شہر جو دریائے عاصی کے کنارے واقع تھا' ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا۔ مورخ ابوالفدا نے لکھا ہے کہ ''اس شہر کے شمال سے دریائے عاصی گزرتا ہے اور تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پشتے پر سے تقریباً دس ہاتھ نیچے گرتا ہے۔ شہر اور قلعے کے اندر درختوں اور میوہ جات کے باغ ہیں۔ یہاں کا انار خصوصیت کے ساتھ مشہور ہے۔ یہ حمص شہر سے 33 میل اور انطاکیہ سے 36 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کی فصیل پکی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اس میں تین دروازے تھے۔''

ابو عساکر بڑی بے چینی سے عماد الدین کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ خود فصیل پر موجود تھا اور صلیبی حملوں کی روک تھام کر رہا تھا۔ اچانک اُس نے دیکھا کہ اُس کے سامنے

جلتے ہوئے پروں کا تیر فضا میں بلند ہوا۔ پھر یہ جونہی جلتے پروں کا تیر بلند ہوا اُس کے ساتھ ہی زمین کا سینہ چیر دینے والے اور آسمانوں میں شگاف پیدا کر دینے والے انداز میں رات کی گہری تاریکی میں نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اُدھر جواب میں ابن عساکر کے لشکر نے بھی اللہ اکبر کی صداؤں میں اللہ اکبر کی آواز میں شامل کر کے صلیبیوں پر ہلہ بول دیا۔

ابن عساکر نے اُس وقت اپنے لشکر کے دو حصے کر رکھے تھے۔ ایک حصے کی اُس نے ڈیوٹی لگائی کہ فصیل پر چڑھنے کی کوشش کریں تو انہیں تیروں سے چھلنی کر دیا جائے۔ جب کہ لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ وہ فصیل کے دروازے سے نکلا اور صلیبیوں کے ہراول دستے پر حملہ کر دیا۔

قسطنطنیہ سے آنے والا قیصر روم کا لشکر اور فرانس سے آنے والے صلیبی قافلے بزاعہ شہر فتح کرنے کے بعد یہ اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ اب اُن کے سامنے مسلمانوں کا کوئی شہر بھی محفوظ نہیں رہے گا کیونکہ مسلمان حکمران خانہ جنگی میں مصروف ہیں لیکن جب رات کی تاریکی میں اچانک عماد الدین طوفان کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا تب اُن کے اوسان خطا ہو گئے۔ اوپر سے عماد الدین اور ابو عساکر نے صلیبیوں کا خوب قتل عام کیا انہیں بدترین شکست دی۔ صلیبی اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ نکلے۔

شہر عرقہ کی فتح

شہر شیزر سے صلیبیوں کے فرار ہونے کے بعد عماد الدین نے صلیبیوں کے شہر عرقہ کا رُخ کیا۔ یہ شہر طرابلس کے مسیحی حکمران کاؤنٹ آف ٹریپولی کے ماتحت تھا۔ یہ سمندر سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ پہاڑیوں کے دامن میں واقع ایک خوشنما اور بارونق شہر تھا۔ آبادی کے وسط میں اُس کا مضبوط قلعہ تھا۔ دولت کی فراوانی تھی۔ پینے کا پانی پائپوں کے ذریعے ایک ندی سے لایا جاتا تھا۔ اس بناء پر وہ شہر سرسبز تھا۔ اُس میں میوہ دار درختوں کی بہتات تھی۔ مکانات چونے اور مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ عرقہ طرابلس شہر سے بارہ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ یہاں سے مشہور تاریخی شہر بعلبک چھبیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عرقہ کا ذکر بائبل میں بھی ہے جبکہ صلیبی اُسے ''آرکیڈوس'' کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔

عماد الدین نے عرقہ پر ایسا اچانک اور زبردست حملہ کیا کہ جب تک کاؤنٹ آف ٹریپولی وہاں اپنا لشکر لے کر پہنچے عماد الدین نے عرقہ فتح کر کے پورا شہر اور قلعہ تباہ و برباد اور مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا تھا تاکہ مستقبل میں کوئی بھی صلیبی لشکر وہاں قیام کر کے مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں نہ کر سکے۔

بعلبک شہر کی فتح

یہ شہر عیسائیت کی تاریخ میں ایک خاص شہرت رکھتا ہے۔ ملک شام کے نفیس ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ اس میں پتھر کی تعمیر کردہ نہایت شاندار اور اونچی اونچی عمارتیں تھیں۔ ایک عجیب و غریب چشمہ تھا جس کا پانی پائپوں کے ذریعے شہر میں پینے کے لیے پہنچایا جاتا تھا۔ مؤرخ مسعودی لکھتا ہے: ''بعلبک ایک سرسبز اور خوشحال شہر تھا۔ اس کے اندر بعل دیوتا کا مندر تھا۔ یہ کنعانیوں کا دیوتا تھا۔ قدیم یونانیوں نے شہر بعلبک کو جو جبل لبنان کے سرے پر واقع تھا بت پرستی کے لیے بہترین جگہ سمجھ کر یہاں ایک بڑی معبد گاہ تعمیر کرائی تھی''۔ مؤرخ مقدسی لکھتا ہے: ''بعلبک قدیم اور قلعہ بند شہر تھا۔ یہ شام کا سب سے سرد مقام خیال کیا جاتا تھا۔ بعلبک میں انگور بکثرت ہوتا تھا۔ یہاں کی ایک مٹھائی بہت مشہور تھی جسے ملبن کہا جاتا تھا۔''

مؤرخ ادریسی لکھتا ہے: ''بعلبک پہاڑ کے دامن میں ایک قلعہ بند شہر تھا۔ اس کی مورچہ بندی پتھروں کی فصیل سے کی گئی تھی۔ فصیل کی چوڑائی بیس بالشت تھی۔ شہر کی گلیوں میں نالیوں کے ذریعے آب رواں گزرتا تھا۔ قریب ہی دریائے عاصی سے پانی لانے کے لیے چرخیاں لگی ہوئی تھی۔ یہاں اس قدر انگور ہوتا تھا کہ کولہو لگے ہوئے تھے جہاں ہر وقت انگور کا رس نکالا جاتا تھا۔ انگور کے علاوہ دوسرے میوہ دار درخت بھی تھے۔ شہر کے لوگ تندرست اور خوشحال تھے کیونکہ ضرورت کی اشیاء بہت سستی تھیں۔''

ادریسی مزید لکھتا ہے: ''بعلبک میں عجیب و غریب قدیم عمارتیں اور کھنڈر ہیں۔ اُن کی عظمت اور پائیداری ملک در ملک مشہور ہے۔ ان میں سے عجیب دو عمارتیں ہیں۔ ایک بڑی ہے دوسری چھوٹی۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔ ان عمارتوں کو دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ ان عمارات کی تعمیر میں دس دس ہاتھ لمبے بڑے پتھر لگائے گئے ہیں۔ ایک حصہ اونچے اونچے ستونوں پر بنایا گیا ہے جس کا نظارہ حیرت ناک ہے۔''

مورخ یاقوت لکھتا ہے: ''یہ شہر کبھی حضرت سلیمانؑ کے قبضے میں تھا۔ اس پر ان کی حکومت تھی اور جب انہوں نے ملکہ بلقیس سے شادی کی تو یہ شہر ملکہ بلقیس کو تحفے میں دیا تھا۔ یہاں حضرت سلیمانؑ کا ایک محل بھی تھا جو ستونوں پر تعمیر کیا گیا تھا جن کے آثار اب تک موجود ہیں۔ یہاں ایک پہاڑی کے اوپر یونانیوں کا ایک قدیم مندر بھی تھا۔ لیکن یہ شہر بعل دیوتا کی وجہ سے مشہور تھا۔ بعل دیوتا اُس قوم کا بت تھا جس کی طرف اللہ کے نبی حضرت الیاسؑ کو مبعوث کیا گیا تھا۔''

یہ شہر کبھی حضرت سلیمانؑ کے قبضے میں تھا۔ اس پر ان کی حکومت تھی اور جب انہوں نے ملکہ بلقیس سے شادی کی تو یہ شہر ملکہ بلقیس کو تحفے میں دیا تھا۔ یہاں حضرت سلیمانؑ کا ایک محل بھی تھا جو ستونوں پر تعمیر کیا گیا تھا جن کے آثار اب تک موجود ہیں

اُس وقت بعلبک شہر میں صلیبیوں کا ایک بڑا لشکر تھا جس کی تعداد عماد الدین زنگی کے لشکر سے بہت زیادہ تھی۔ عماد الدین نے آتے ہی فصیل کے قریب آ کر حملے کا حکم دے دیا۔ حکم ملنا تھا کہ اُس کے مجاہد بجلی کے کوندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ فصیل پر چڑھنے کے لیے انہوں نے عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا۔ انہوں نے اپنے سروں پر ڈھالیں باندھ لیں تاکہ اُن کے چہرے صلیبی تیر اندازوں سے محفوظ رہیں۔ مسلمان بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھنا شروع ہوئے۔ فصیل کے اوپر جو صلیبی حفاظتی دستے تھے اُن کے ساتھ ٹکراؤ ہوا لیکن فصیل پر بہت جلد مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمان سپاہیوں نے فصیل پھلانگ کر بعلبک شہر کا ایک دروازہ کھول دیا۔

نجم الدین ایوبی

شہر کا دروازہ کھلتے ہی عماد الدین کا پورا لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ بعلبک آسانی سے فتح ہو گیا۔ یہ عماد الدین زنگی کی ایک بہت بڑی اور شاندار فتح تھی۔ بعلبک شہر کو فتح کرنے کے بعد چند یوم وہاں قیام کر کے اُس کا نظم و نسق درست کیا۔ پھر اُس نے رخصت ہونے سے پہلے صلاح الدین ایوبی کے والد نجم الدین ایوب کو بعلبک کا حاکم مقرر کیا۔ اس طرح عماد الدین نے اُس احسان کا بدلہ خوب چکایا جو نجم الدین نے اُس وقت عماد الدین پر کیا تھا جب عماد الدین اپنے لشکر کے ساتھ بغداد کی طرف سے پسپا ہو کر موصل کی طرف بھاگا تھا۔ وہ تکریت کے پاس آیا دریا عبور کرنے کے لیے کشتیوں کی ضرورت تھی جبکہ اُس کے دشمن بڑی تیزی سے تعاقب کر رہے تھے۔

یہ نجم الدین ایوب ہی تھا جس نے عماد الدین زنگی کو کشتیاں مہیا کی تھیں۔ اُن کشتیوں سے پُل بنا کر عماد الدین زنگی اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کر کے بحفاظت اپنے دارالحکومت مُوصل پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ بعد میں حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے جب نجم الدین ایوبی کو تکریت شہر کی امارت سے محروم کر دیا گیا تب وہ بھی اپنے اہلِ خانہ کو لے کر عماد الدین زنگی کے پاس مُوصل چلا گیا تھا اور اب اُسی احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے عماد الدین زنگی نے صلاح الدین ایوبی کے والد نجم الدین ایوب کو بعلبک کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔

جس وقت عماد الدین زنگی بعلبک شہر فتح کر کے وہاں قیام کئے ہوئے تھے صلیبیوں نے اُس کے خلاف ایک چال چلی۔ (جاری ہے)

دل، دماغ اور ڈالر

انعام خواجہ

دین حق کے خلاف شیطانی قوتوں کی سازشیں یوں تو روز اول سے جاری ہیں، مگر آج جس منظم انداز سے اور بڑے پیمانے پر اس کے خلاف گھناؤنی واردات ہو رہی ہے، اس کی مثال شاید ہی ماضی میں تلاش کی جا سکے۔ مغربی عیسائی طاقتیں جو محدود یہودی مذہبی اقلیت کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہیں، اسلام کے خلاف انتہائی خوفناک اور تباہ کن منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔ فتنۂ دجالیت کا علمبردار امریکہ ان شیطانی منصوبوں اور مکروہ چالوں میں پیش پیش ہے۔ زیر نظر مضمون میں اسلام کے خلاف ایک نئی امریکی سازش کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اس تدبیر کو وائٹ ہاؤس میں ''اسلامی دنیا میں نفوذ'' کا نام دیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اسلامی ''دہشت گردی'' کی جڑوں تک پہنچ کر اس کی بیخ کنی کر دی جائے۔ یہ مضمون ممتاز قومی روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوا ہے۔ ہم مذکورہ اخبار کے شکریے کے ساتھ اُسے ندائے خلافت میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

یو۔ایس نیوز اور ورلڈ رپورٹ (US News & world report) نے اپنے 25 اپریل 2005ء کے شمارے میں ایک مقالہ شائع کیا، جس کا عنوان تھا: ''دل، دماغ اور ڈالر''۔ اس مقالے کی تیاری اور تحقیق میں یو۔ایس نیوز نے چار مہینے تفتیش و تحقیق کی۔ انہوں نے تقریباً سو لوگوں سے انٹرویو کئے، اور تقریباً ایک درجن رپورٹوں پر غور کیا۔ اس کام پر عامر لطیف، کیون، کیون وائٹ لو اور جولین بیرین فائز تھے۔ انہوں نے باہمی تعاون سے یہ تحقیقاتی مضمون لکھا۔ اس مضمون میں انہوں نے بہت واشگاف الفاظ میں لکھا کہ امریکہ محض ایک تماشائی کی طرح بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتا کہ وہ دین اسلام، جو سیاست اور مذہب کو ایک ہی نظام کا حصہ سمجھتا ہے، جس میں وہ لوگ بھی ہیں، جو انتہا پسند ہیں اور وہ لوگ بھی جو ایک معتدل رویہ رکھتے ہیں، جن کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے، انہیں مستقبل میں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اس سلسلے میں جس نتیجے پر یہ لوگ پہنچے، وہ یہ تھا کہ اپنا اثر و رسوخ، اسلام میں اصلاحات کے لیے استعمال کیا جائے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ 2004ء تک، جو امریکی کاوشیں کی گئیں، ان میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مالی اور افرادی قوت کا فقدان تھا۔ اب اس کمی کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ اب اس اہم کام کی نگرانی کے لیے، ایک ڈپٹی نیشنل سیکیورٹی مشیر برائے منصوبہ بندی واطلاعات اور عالمی اثر و رسوخ کی اہمیت کا حامل ایک عہدہ رکھا گیا ہے، جو وائٹ ہاؤس سے منسلک ہوگا۔ اس میں وہ تمام افراد شامل ہوں گے، جن کا تعلق فوجی اور نفسیاتی کارروائیوں سے ہوگا۔ سی آئی اے کی کارروائیاں خفیہ تو ہوتی ہی ہیں، لیکن اب اس کام کے لیے وہ کھلم کھلا میڈیا کے افراد اور دیگر اصحاب فکر کو بھی بھاری رقوم دے رہے ہیں۔ واشنگٹن والے کروڑوں ڈالر اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ مسلم معاشرے پر اپنا اثر و رسوخ بڑھائیں۔ خبردار! اب ہدف صرف مسلمان نہیں، بلکہ دین اسلام ہے۔ امریکہ نے اعلان کیا کہ وہ اسلام کا بنیادی ڈھانچہ تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ میں جو لوگ اس تحریک کے بانی ہیں۔ وہ اس سے پہلے یہی حرکت، عیسائی مذہب کے ساتھ کر چکے ہیں اور آج اس کام کی برکت سے یورپ اور امریکہ میں گرجا گھر بک رہے ہیں، اور لوگ اپنے مذہب سے بے زار ہو گئے ہیں، اسلام کو بھی وہ یہی تحفہ دینا چاہتے ہیں۔

خبردار! اب شیطانی طاقتوں کا ہدف صرف مسلمان نہیں، بلکہ دین اسلام ہے۔ امریکہ نے اعلان کیا کہ وہ اسلام کا بنیادی ڈھانچہ تبدیل کرنا چاہتا ہے

اس تحریک کے سب سے سرگرم حامی اور محرک کنڈولیزا رائس، پال ولفووچ اور کرن ہیوز ہیں۔ (کرن ہیوز عرصہ دراز سے صدر بش کی ابلاغیات کی مشیر ہیں) یہ خاتون اب سٹیٹ ڈپارٹمنٹ (امریکی وزارت خارجہ) کے پبلک ڈپلومیسی شعبہ کی سربراہ بنا دی گئی ہیں۔ حالانکہ انہیں خارجہ معاملات کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ البتہ انہیں اطلاعات اور نشریات میں خاص تجربہ ہے، دراصل یہی ان کے عروج کا زینہ ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج کنڈولیزا رائس امریکہ کی وزیر خارجہ ہیں، جبکہ جناب پال ولفووچ عالمی بینک کے صدر ہیں۔

اس منصوبے کے تحت ڈپٹی نیشنل سیکیورٹی مشیر برائے عالمی منصوبہ بندی برائے اطلاعات و نشریات واثر و رسوخ، اب سی آئی اے، وزارت دفاع، وزارت خارجہ، یو۔ ایس تعلقات عامہ (U.S.I.A)، اور بین الاقوامی ڈویلپمنٹ کے اداروں (U.S.AID) کے درمیان رابطہ قائم کریں گی۔ سی آئی اے کے یہ تمام کام خفیہ ہوں گے، جن کا مقصد سیاسی جماعتوں، سیاستدانوں، ادیبوں، اور صحافیوں اور دینی رہنماؤں میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنا ہوگا۔ یاد ہوگا کہ سرد جنگ کے زمانے میں بھی خفیہ مالی امداد کے ذریعے، اٹلی اور جاپان کی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کر لیا گیا تھا۔

اب امریکہ کی وزارت دفاع (پینٹاگون) کی کارروائیاں نفسیاتی میدان میں اس طرح ترتیب دی جائیں گی کہ رائے عامہ پر ریڈیو اور ٹی وی کی نشریات کے ذریعے اثر انداز ہوا جائے۔ اس سلسلے میں ''الحرۃ'' نامی عربی چینل اور ریڈیو ساوا کے پروگرام جو تقریباً ساری عرب دنیا میں دیکھے اور سنے جاتے ہیں، اپنا کام خاطر خواہ طور پر کر رہے ہیں۔ یہ ایک دفتر بھی چلا رہے ہیں جہاں پروگرام اور پالیسی سازی کا کام بھی ہو رہا ہے۔

اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ (امریکی وزارت خارجہ) میں یہ کام پبلک ڈپلومیسی والے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس ادارے کی سربراہ کرن ہیوز ہیں، جو براہ راست صدر بش تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ ادارہ اپنی کارروائی یو ایس آئی اے (U.S.I.A) کے ذریعہ کرتا ہے۔ جو تعلقات عامہ کا محکمہ ہے۔ اس ادارے کے ذریعے لائبریریاں اور ثقافتی ادارے چلائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ سکالرشپ بھی دیتا ہے، فلم بناتا ہے اور باہمی رابطوں اور مقابلوں کے پروگرام بناتا اور تربیتی پروگرام ترتیب دیتا ہے، جن کا مقصد ان پروگراموں کے ذریعے امریکہ کے اہداف کے لیے ان لوگوں کے دلوں میں نرم گوشے پیدا کرنا ہے۔ اور اسی کے ذریعے سی آئی اے، اپنے نئے کارکن بھرتی کرتا ہے۔

اس کام میں رابطوں اور تعاون کے لیے واشنگٹن ڈی سی، لندن اور اسلام آباد میں دفاتر کھولے جا چکے ہیں۔ یہ مراکز جلد از جلد خبریں پہنچانے، جذبات کی آگ بجھانے کا کام کرتے ہیں۔ متواتر خبروں کی نشریات سے، زیادہ مؤثر طریقے سے کام کیا جا رہا ہے، جس طرح سرد جنگ میں کام ہوتا رہا ہے۔

اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ماضی میں امریکہ کی

یہ کارروائیاں 2004ء کے وسط تک مکمل طور پر باہمی رابطے قائم نہ کر پائیں، نہ اس کے پاس ان کے لیے رقم تھیں۔ اب تک نیشنل ڈپٹی سیکورٹی مشیر کے تقرر سے یہ کمزوریاں دور کر دی گئیں ہیں' اور کانگریس نے اس کے لیے رقم مختص کر دی ہے۔ اب یہ پروگرام زور وشور اور سرگرمی سے چلایا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے صدر بش نے سی آئی اے کو حکم دیا کہ اسلامی دہشت گردی کی جڑوں تک پہنچ کر اس کی مکمل بیخ کنی کر دی جائے۔ اب اس نئی تدبیر کو وائٹ ہاؤس میں، اسلامی دنیا میں نفوذ، کا نام دیا گیا ہے۔ اس پالیسی پر، وائٹ ہاؤس اور تمام امریکی حکومت عمل پیرا ہے۔ اس پالیسی کے نمایاں اہداف (Targets) درج ذیل ہیں:

1- معلوم کیا جائے کہ عالم اسلام میں کیا ہو رہا ہے؟
2- بنیادی مقصد، مغربی لادینی (سیکولر) جمہوری نظریات کی اشاعت وترویج ہے۔
3- آزادیٔ نسواں پر زور ہے، خاص طور پر ان کے حقوق اور ان کے آزادی سے مخلوط میل ملاپ پر۔
4- نجی فاؤنڈیشن اور غیر منافع بخش انجمنوں (N.G.Os) کے ذریعے سے مسلم ریاستوں کی مدد۔
5- ''اعتدال پسندوں'' کے ہاتھ مضبوط کرنا۔
6- صیہونی تحریکوں کے ذریعے اصلاحات کی حوصلہ افزائی۔
7- الاخوان المسلمین کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش۔
8- پاکستان میں دیوبندی جماعت کے ساتھ تعلقات استوار کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ روابط قائم کیے جا چکے ہیں، نعیم نور خان کی گرفتاری، انہیں رابطوں کی مرہون منت ہے۔
9- پاکستانی علماء کی مالی معاونت' تاکہ اپنے مطلب کے ایسے فتوے لیے جا سکیں جو امریکی مفاد میں ہوں۔
10- فرضی جہادی تنظیمیں قائم کرنا، تاکہ ان میں داخل ہونے والے مخلص مجاہدین کو بھانپا جا سکے۔
11- آج کل امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ (وزارت خارجہ) کے پبلک سفارتی شعبے کے اہداف انڈونیشیا، مصر، نائجیریا، چین، فرانس اور وینزویلا ہیں۔
12- مدارس کا اثر ختم کرنے کے لیے، ابتدائی اسلامی سکول قائم کیے جائیں، خاص کر پاکستان اور انڈونیشیا میں۔
13- مسلم ممالک میں تدریسی نصاب کو تبدیل کیا جائے۔
14- مسلم مفکرین میں اثر ونفوذ پیدا کیا جائے۔
15- امریکی امداد کے ذریعے مسلمانوں کے متبرک مقامات کی مرمت اور آرائش، اسلامی مخطوطوں کی مرمت اور حفاظت، قرآن مجید کے پرانے اوراق' بوسیدہ کلام مجید کی حفاظت، اعتماد سازی کے ایسے کام کرنا، جو پہلے پاکستان، مصر، ترکمانستان، کرغستان اور ازبکستان میں شروع کیے جا چکے ہیں۔
16- مساجد کے اماموں کی تربیت' یہ کام بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

جیو ٹی وی کے پروگرام ''ذرا سوچیے'' میں مدعو کیے جانے والے سکالرز اور مفتیانِ دین کے نام

کھلا خط

مکتوب نگار: امیر نواز خان

محترم سکالرز اور مفتیانِ دین! السلام علیکم!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ ﴾ (النساء:135)

''اے اہل ایمان: انصاف پر قائم رہو۔''

آج کل میڈیا پر ''حدود آرڈیننس'' پر خوب بحث و مباحثے ہو رہے ہیں۔ ان مباحثوں میں ملک کے بڑے بڑے اسکالرز اور مفتیانِ دین شامل ہو رہے ہیں' خصوصاً جیو ٹی وی کے پروگرام ''ذرا سوچیے'' میں۔ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ہم اِن بحث ومباحثوں کے ذریعے اپنے معاشرے کے مسائل ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اِن لوگوں سے یہ پوچھنا ہے کہ اگر آپ لوگ اہل علم ہیں' ابوالالباب ہیں تو آپ کیوں اِن مخمصوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیا آپ لوگ اتنے بے حس ہو گئے ہیں کہ اپنے معاشرے میں موجود مسائل کو حل کرنے کے لیے قرآن وسنت کی من مانی تعبیرات کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ آپ لوگ دین کی کلی پیروی سے اعراض کر رہے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ اسلام میں پورے داخلے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

''مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (البقرہ:208)

اور اگر اسلام میں داخلہ جزوی ہو گا تو ذلت وخواری ہی مقدر ہو گی۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

''(یہ) کیا (بات ہے کہ) تم کتاب (اللہ کی) کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کیے دیتے ہو تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں' ان کی سزا' اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیے جائیں۔'' (البقرہ:85)

ہمارا دین ہم سے اِس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اِس کو نظام کے طور پر نافذ کریں نہ کہ خود غرض بن کر نظریۂ ضرورت کے تحت صرف اپنی ضرورت کے لیے اِس سے جزوی رہنمائی حاصل کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملک پر حکم تو وزیراعظم' صدر اور اکثریتی اسمبلی کا چلتا ہے۔ جو قانون سازی وہ کرنا چاہتے ہیں وہی ہوتی ہے۔ ریاستی سطح پر ہمارے فیصلے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے مطابق نہیں ہو رہے' جبکہ قرآن تو کہتا ہے کہ حاکمیت کا اختیار تو اللہ ہی کو حاصل ہے تو پھر اللہ کی حاکمیت کے مطابق تمام فیصلے کیوں نہیں کیے جاتے۔ کیا ہم اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟

تیسری بات یہ ہے کہ اے دانشورانِ پاکستان! آپ تو زنا' زنا بالجبر اور زنا بالرضاء کی سزاؤں کے بارے میں بحثیں کرتے' اور اپنے فتوے جاری کرتے ہیں۔ کیا آپ لوگوں نے کبھی زنا کے اسباب کے بارے میں سوچا ہے کہ یہ کیوں ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اِس کی وجہ اسلامی نظریہ سے انحراف ہے۔ آپ لوگوں نے نہ تو اسلام کے نظامِ عدل و قسط کے قیام کے لیے کوشش کی اور نہ ہی اُس کے لیے آواز بلند کی' جو ہر انسان کو اُس کا حق عطا کرتا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ نوجوان نسل کی تربیت کریں' اُس کو روزگار دیں اور اُن کی شادی کا بندوبست کریں۔ اگر آپ لوگ اس طرح نہیں کریں گے اور نظام "From base to top" اسلامی نہیں ہو گا تو یہ مسئلے مسائل' یہ چوری اور ڈاکے' یہ زنا بالجبر ہوتے رہیں گے۔ یہ مسائل نہ آپ حل کر سکتے ہیں اور نہ دنیا کا کوئی اور نظام۔ اِس کا حل دینِ اسلام کے کلیتاً نفاذ سے مشروط ہے' نہ کہ جزوی طور سے۔

چوتھی بات' زناؤں کے سزا پر بحث ومباحثے کرنے سے قبل ہمیں قرآن کی اِس تعلیم کو اپنانا ہو گا کہ

''لا تقربو الزنا''۔ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔

اے سکالرز اور مفتیانِ دین! کیا آپ لوگوں نے کبھی میڈیا والوں سے یہ اپیل کی کہ ''قربِ الزنا'' کے جو مختلف ذرائع اُنہوں نے اپنائے ہیں وہ انہیں ترک کر دیں؟ کیا آپ لوگوں نے کبھی اِس کے خلاف قانون سازی کے لیے کوئی آواز بلند کی ہیں؟ کیا آپ لوگوں نے کبھی میڈیا والوں سے احتجاج کیا ہے کہ فلاں فلاں بے ہودہ پروگرام بند کر لو۔ یا صرف آپ لوگ زنا کی سزاؤں پر بحثیں کرتے رہیں گے اور اِس کے لیے فتوے جاری کرتے رہیں گے۔ آپ پر فتویٰ دینا تو فرض نہیں' ہاں اللہ نے آپ لوگوں پر ''نہی عن المنکر'' فرض کر دیا ہے۔

اگر آپ لوگ واقعتاً اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' تو آپ چاہے عالم اور اسکالر ہوں' میڈیا کے اہل کار ہو یا اِن پروگرامز کے میزبان سب اکٹھے ہو جاؤ اور اپنا علم' اپنا مال' اپنا وقت اور اپنی توانائیاں سب کچھ ایک مقصد کے لیے وقف کر لو کہ اللہ کا نظام (کلیتاً) اور وہ بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر قائم و نافذ ہو جائے۔ اللہ کے دین کا غلبہ ہم سب کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

حقوق نسواں

ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است!

انور غازی

دنیا میں دو قسم کے نظام رائج ہیں اور دو ہی قسم کے انسان رہتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کے مالک و خالق ہیں' لہٰذا اسی کا بنایا ہوا قانون انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے نافذ کرنا چاہیے۔ وہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذرا سی بھی حکم عدولی و نافرمانی نہ ہو جائے کیونکہ انسان (حکومت) کے بنائے ہوئے قوانین کی پاسداری اگر ضروری ہے تو خالق کائنات کے دیئے گئے قوانین کی پاسداری تو بطریق اولیٰ ضروری ہونا چاہیے۔

دوسری قسم کے انسان وہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ دنیا ہی سب کچھ ہے' لہٰذا جیسے چاہو زندگی گزارو' بس اپنی مرضی کا قانون ہونا چاہیے اور ہر چیز کا فارمولا ''کھاؤ پیؤ' استعمال اور ڈسٹ بن میں پھینک دو۔'' اور ہر چیز ڈسپوزیبل ہونی چاہیے تاکہ کسی کام کا بوجھ انسان پر نہ آنے پائے۔ جیسے جانور زندگی گزارتا ہے اور پھر مرجاتا ہے اسی طرح انسان جیسے چاہے زندگی گزارے اور پھر مرجائے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا ان کے ہاں کوئی خیال نہیں ہے۔ آخرت کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں۔ بس دنیا ہی دنیا ہے۔

یہ تقسیم اس لیے ذہن میں تازہ ہوئی کہ گزشتہ دنوں دنیا بھر میں خواتین کا عالمی دن بھرپور طریقے سے منایا گیا۔ اس موقع پر مختلف سیمینار منعقد ہوئے' اخبارات کے خصوصی ایڈیشن چھپے' خصوصی ورکشاپس ہوئیں۔ ان میں دونوں طرح کے حضرات نے عورت کی مظلومیت پر گفتگو کی۔ بعض کی رائے تھی کہ عورت کو مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلے' نوکری کرے' اکیلی سفر کرے' وہ برقع کی قید سے آزاد ہو' وہ جیسا چاہے لباس پہنے' وہ اپنی پسند کی شادی کرے۔ خود مختاری کا اس کو حق حاصل ہونا چاہیے۔ جس طرح مرد کو پسند و ناپسند کا اختیار ہے' اسی طرح عورت کو بھی ہونا چاہیے۔ عورت کو کسی بھی کام پر مجبور نہ کیا جائے۔ عورت کی حیثیت پاٹنر کی ہونی چاہیے۔ عورت پر کوئی معاشی' اخلاقی یا مذہبی پابندی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک بھی نہیں ہونا چاہیے۔

اس کے بالمقابل شریعت اور حکومت دونوں کے قوانین کو دل و جان سے تسلیم کرنے والے طبقے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پابندی عورت پر عائد کی ہے' کم از کم اتنی پابندی تو عورت پر ہونی ہی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے پردے کا حکم دیا' گھر میں مستور رہنے کا حکم دیا ہے۔ مرد پر معاشی ذمہ داری ڈال کر معاش کی فکر سے آزاد قرار دیا ہے۔ پاکیزگی اور شرم و حیا برقرار رکھنے کے لیے غیر محرم سے میل جول سے سخت منع فرمایا ہے۔ بچوں کی نگہداشت کا حکم دیا ہے۔ اپنے شوہر کی اطاعت کا حکم دیا ہے' لہٰذا اس پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔

دراصل عورت کو اگر اس کا حقیقی اور اس کی فطری صلاحیتوں کے مناسب مقام دیا جائے تو معاشرے کی بڑی برائیاں اپنی موت آپ مرجائیں لیکن کسی نے عورت کو اتنا ''تنگ ماحول'' فراہم کیا کہ اس کا دم ہی نکل گیا تو کسی نے لباس سے بھی بے نیاز کردیا۔ کسی نے اپنی انڈسٹری چلانے کے لیے عورت کو انتہائی سفاک طریقے سے استعمال کیا تو کسی نے اپنے پالتو جانوروں سے بھی کم حیثیت دی۔

> جس کو تم عورت کی آزادی کہتے ہو اس میں تو عورت کی عزت تار تار ہوتی ہے' وہ ہوس کا نشانہ بنتی ہے' اُس کے ساتھ اجتماعی زیادتیاں ہوتی ہیں' ناانصافی ہوتی ہے

میرے سامنے اس وقت اقوام متحدہ کی رپورٹیں ہیں جو کہ خواتین پر ہونے والے مظالم کے متعلق ہیں' عورتوں سے متعلق خبروں کے تراشے ہیں' مضامین ہیں' مختلف کالم ہیں' جن میں کسی نے چہرے کے پردے پر نکتہ چینی ہے' کسی نے اس کے لباس پر گفتگو کی ہے۔ ایک خبر میں ہے کہ گریجویٹ ماں نے اپنے جگر گوشوں کا گلا گھونٹ دیا۔ ایک تراشے میں خواتین کی اسمگلنگ کا ذکر ہے۔ ایک میں نومسلم لڑکیوں کو قتل کی دھمکیاں اور ان کی مسلمانوں سے پناہ کی اپیل ہے۔ چند خبریں ''ریپ'' سے متعلق ہیں۔ ایک میں ہے کہ عورت کے چہرے پر تیزاب ڈال دیا گیا ہے۔ ایک تراشے میں عورتوں کی اجتماعی آبروریزی کا ذکر ہے۔ ایک کرب ناک خط ہے' جس نے مجھے اس موضوع پر لکھنے پر مجبور کیا۔ خط میں لکھا ہے:

''میں نے ایک ایسے گھر میں آنکھ کھولی جہاں شروع ہی سے پردے کا اہتمام ہوتا تھا بلکہ پورے گھر میں دینی اور شرعی ماحول تھا۔ 22 سال تک میری طرف کسی نے غلط نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ میں مکمل سکون اور راحت کی زندگی گزار رہی تھی۔ بعدازاں میری شادی ایک ایسے گھرانے میں ہوگئی جہاں مغرب زدہ ماحول تھا۔ چنانچہ میں بھی آہستہ آہستہ اس ڈسپوزیبل کلچر میں ڈھلتی چلی گئی۔ پردہ میں نے چھوڑ دیا' نیم برہنہ لباس شروع کر دیا...... اب میری عمر 45 سال ہے اور میں بے یارومددگار ہوں اور ہر وقت پریشان ہی پریشان رہتی ہوں۔ دنیا کی ہر آسائش ہونے کے باوجود بے سکون ہوں اور پہلے دنیاوی آسائشوں کے کم ہونے کے باوجود صرف دین پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مکمل سکون اور راحت میں تھی۔ میں اب دوبارہ پہلی والی زندگی کی طرف لوٹنے کا سوچتی ہوں لیکن میرے حالات ایسے نہیں کہ میں لوٹ سکوں۔ بس میں اپنی مسلمان بہنوں سے کہنا چاہتی ہوں کہ وہ مکمل شریعت کے مطابق زندگی گزاریں کہ اسی میں تحفظ' سکون واطمینان ہے۔''

وجود زن تصویر کائنات میں رنگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ خلوص و محبت سے گندھا ہوا عورت کا وجود معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی سے کم اہمیت کا حامل نہیں۔ جہاں عورت مرد کی زندگی سنوارنے کا سبب بنتی ہے' وہیں گھریلو ماحول میں بھی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ماحول دین سے مزین ہو۔ اگر عورت اپنے آپ کو واقعتاً ''عورت'' بنالے تو معاشرے میں پھیلے ہوئے جرائم کی شرح کم ہوجائے۔ لیکن حقوق نسواں کے علمبرداروں کو کون بتائے کہ عورت کی مظلومیت کے پہلو وہ نہیں ہیں جن کا ڈھنڈورا تم پیٹتے ہو۔ جن پہلوؤں کو تم بیان کرتے ہو وہ تو اس کے تحفظ' امان اور راحت کے پہلو ہیں اور جس کو تم عورت کی آزادی کہتے ہو اس میں تو عورت کی عزت تار تار ہوتی ہے' ہوس کا نشانہ بنتی ہے' اُس کے ساتھ اجتماعی زیادتیاں ہوتی ہیں' ناانصافی ہوتی ہے۔ تم تو کہتے ہو کہ اس کے چہرہ کا پردہ (باقی صفحہ 10 پر)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کا تعارفی پروگرام

11 جون 2006ء کو تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی نے تنظیم میں شامل ہونے والے نئے رفقاء کے لیے ایک تعارفی پروگرام کا اہتمام کیا۔ پروگرام کا آغاز صبح دس بجے مرکز حلقہ میں ہوا۔ جس میں پندرہ رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے تنظیم اسلامی اسلام آباد جنوبی کے امیر جناب رانا عبدالغفور نے ''تعارف تنظیم اسلامی'' کے عنوان سے رفقاء کو تنظیم کا تعارف کرایا۔ امیر تنظیم اسلامی مظفر آباد (آزاد کشمیر) جناب طاہر سلیم نے بانی تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کا تعارف رفقاء کے سامنے رکھا۔ جناب محمد اصغر نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے عنوان سے رفقاء کو دینی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ راقم نے بیعت اور جماعتی زندگی کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی اور تنظیمی ڈھانچے سے رفقاء کو متعارف کرایا۔ اس کے بعد ناظم حلقہ جناب خالد محمود عباسی نے بڑے دلنشین انداز میں رفقاء تنظیم اسلامی کے اوصاف اور ان کی دینی ذمہ داریاں بیان کیں۔ سوال و جواب کی نشست پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپوٹ: نوید احمد عباسی)

اُسرہ پھالیہ میں ماہانہ شب بیداری پروگرام

اُسرہ پھالیہ میں ہر مہینے کے تیسرے ہفتے' ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب نمازِ مغرب سے رات بارہ بجے تک شب بیداری پروگرام کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 17 جون کو بھی حسب معمول بعد از نماز مغرب شب بیداری پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام ڈاکٹر شکیل صاحب کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب پاؤں کے فریکچر کے باعث ڈیڑھ ماہ تک صاحب فراش رہے لیکن اِس پروگرام میں اُن کی شمولیت عملاً رہی۔ اس سے پہلے اِس پروگرام کی ترتیب و تنظیم کی ذمہ داری اسرہ کے امیر ڈاکٹر مشتاق کے ذمہ تھی' اب جناب قاری عنایت اللہ اِس پروگرام کو Conduct کر رہے ہیں۔

پروگرام کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت اور ترجمے سے ہوا۔ تلاوت اور ترجمے کی سعادت راقم الحروف کو نصیب ہوئی۔ اِس کے بعد اسرہ پھالیہ کے امیر جناب ڈاکٹر مشتاق نے درسِ قرآن دیا۔ نو تا دس بجے وضو' نماز عشاء اور کھانا کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد دس بجے دوبارہ پروگرام شروع ہوا۔ قاری صاحب نے تمام رفقاء سے سورۃ الضحیٰ کی چند آیات سنیں۔ جن کے متعلق پچھلے پروگرام میں یاد کرنے کے لیے کہا گیا تھا' اور تجوید کے قواعد کی روشنی میں غلطیوں کی اِصلاح کی۔ اس کے بعد ہر رفیق سے ایک ایک مسنون دعا سنی گئی۔ آخر میں ڈاکٹر شکیل نے کتاب ''اختلافی مسائل میں اِعتدال کی راہ'' کا علمی و فکری مطالعہ کروایا۔ اور یوں رات ساڑھے گیارہ بجے مسنون دعا کے ساتھ یہ تربیتی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: ظفر اللہ خان)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بیداری

24 جون بروز ہفتہ حلقہ لاہور کی سطح پر شب بیداری کا پروگرام قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز نماز عشاء سے ہوا۔ نماز عشاء کے بعد امیر حلقہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب نے شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ اور پروگرام کی ترتیب سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد جناب عاطف عماد نے دین و مذہب اور سیکولرازم کیا ہے؟ کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ اس وقت صرف قرآن مجید ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے جس میں انسان کے مذہبی تقاضے بھی واضح کیے گئے ہیں اور دینی تقاضوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دین کہتے ہی اس نظام کو ہیں جس میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے سارے گوشے الٰہی نظام و قانون کے تحت چلائے جائیں۔ یہ گفتگو پون گھنٹہ جاری رہی۔

عاطف عماد صاحب کی گفتگو کے بعد امیر حلقہ نے حلقہ لاہور کی فروری تا مئی 2006ء کے دورانیہ پر مشتمل رپورٹ پیش کی اور اس کے مختلف نکات کے حوالے سے رفقاء کو ذوق و شوق دلایا۔ انہوں نے کہا کہ حلقہ لاہور میں مبتدی تربیت گاہ مکمل کرنے والے رفقاء کی تعداد بہت کم ہے۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کی تعداد بھی کم ہے۔ حالانکہ اب اس کا لزوم ختم کر دیا گیا ہے۔ ہر رفیق اپنے امکان کی حد تک انفاق کر سکتا ہے۔ انہوں نے مبتدی رفقاء پر زور دیا کہ 9 تا 15 جولائی کو ہونے والی مبتدی تربیت گاہ میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں۔ اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ ڈالیں۔ انہوں نے رفقاء کو ایک ٹارگٹ دیتے ہوئے کہا کہ حلقہ لاہور کا ہر وہ رفیق جو قرآن مجید ناظرہ صحیح پڑھ سکتا ہے' اُسے چاہیے کہ وہ ہر روز اپنے اہل خانہ کے ساتھ یا ساتھیوں میں، دفتر میں، مسجد میں جہاں بھی اس کو سہولت میسر آئے ایک رکوع اور اس کا ترجمہ پڑھ کر سنائے۔ اس سیشن کے اختتام پر امیر حلقہ نے رفقاء سے کہا کہ آپ کوشش کریں کہ صبح اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کریں۔

اس کے بعد رفقاء نے اجتماعی طور پر کھانا کھایا اور پھر آرام کیا۔ صبح نماز فجر کے بعد جناب عبداللہ محمود نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے سورۃ الزمر کی آیات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے انسان اصل بات یہ ہے کہ تو میرا ہو جائے۔ تیری ساری کوششوں کا حاصل یہ ہو کہ میں تجھ سے راضی ہو جاؤں۔ بات جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ نے انسان کے اندر اپنی محبت و معرفت کا ایک خوبصورت پھول رکھا ہوا ہے' جس کو تباہ کرنے کے لئے طوفان اور آندھیاں چلتی ہیں۔ سب سے پہلے شیطان لعین ہے جو اس پھول کو بکھیر دینا چاہتا ہے اور اس کے لئے اس نے اللہ کو چیلنج بھی کیا ہوا ہے۔ دوسرے نمبر پر ہمارا اپنا نفس ہے جو جائز و ناجائز طریق پر اپنی تسکین چاہتا ہے اور تیسرے نمبر پر ہمارا معاشرہ ہے جو ہمیں اچھائی کی بجائے برائی کی طرف دھکیلنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اِن قوتوں سے مقابلے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہماری کوششوں کا انحصار اللہ کے ساتھ خلوص اور للّٰہیت پر مبنی ہو۔ اگر یہ نہیں ہو گا تو پھر ہم فرسٹریشن اور مایوسی کا شکار ہو جائیں گے۔ **اعاذنا اللہ من ذالك**۔ یہ پُر تاثیر گفتگو پون گھنٹہ جاری رہی۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ آرام اور ناشتہ کے بعد رفقاء اکٹھے ہوئے اور قرآن اکیڈمی کے شعبہ تحقیق کے نوجوان محقق جناب حافظ محمد زبیر نے ''اسلام اور تجدد پسندی'' کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ برعظیم پاک و ہند میں جب انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی اور ساتھ ساتھ سائنس کا دور آیا تو مرعوبیت میں سرسید احمد خان نے قرآن مجید کی جو تفسیر لکھی اس میں انہوں نے مذہب کی بیخ کنی کی' جس کو فکر سرسید بھی کہا جاتا ہے۔ موجودہ حالات میں فکر سرسید نے ایک نیا روپ دھار لیا ہے اور ہمارے جدید مذہبی ''دانشور'' نئے انداز سے دین و مذہب کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن مجید کو حجت مانتے ہیں۔ حدیث صرف اس زمانے کے لیے تھی۔ قرآن حکیم کے علاوہ حجت انسان کی فطرت ہے۔ اِن لوگوں کا کہنا ہے کہ حرام صرف وہی چیزیں ہیں جو قرآن مجید میں آتی ہیں اور وہ صرف چار ہیں: باقی چیزوں کے لئے صرف فطرت انسانی ہی حجت ہے۔ اگر فطرت انسانی کسی چیز کو پسند کرتی ہے تو وہ حلال ہے اور اگر وہ کسی چیز کو ناپسند کرتی ہے تو وہ حرام ہے۔ انہوں نے متعدد مثالوں اور انٹرنیٹ پر کیے گئے سوالات اور ان کے دیئے گئے

جوابات مثلاً پردہ، داڑھی، مسلمان لڑکی کا ہندو لڑکے سے شادی کرنا کے حوالے سے رفقاء کے سامنے صورت حال واضح کی اور بتایا کہ یہ جدید دانشور کس طرح اسلام کے روشن چہرے کو مسخ کر رہے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے اپنے طرز استدلال کے اندر کھلا تضاد ہے۔ یہ مدلل گفتگو ایک گھنٹہ جاری رہی۔

اس کے بعد امیر حلقہ نے پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا اور رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ (مرتب کردہ: محمد یونس، معتمد تنظیم اسلامی حلقہ لاہور)

تنظیم اسلامی گوجر خان کی پندرہ روزہ شب بیداری

تنظیم اسلامی گوجر خان ہر پندرہ دن بعد شب بیداری کا اہتمام کرتی ہے۔ 24 جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد العابد میں شب بیداری کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ یہ اس سال کی بارھویں شب بیداری تھی۔

پروگرام کا آغاز مبتدی رفیق عثمان فاروق کی تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد ملتزم رفیق ذوالفقار احمد نے درس حدیث دیا۔ راقم الحروف نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف سورۂ شوریٰ کی آیات کی روشنی میں بیان کیے۔ نماز عشاء سے قبل فاروق حسین نے دروس قرآن کے حوالے سے دعوت دین کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد فاروق حسین نے بقیہ پروگرام کی تفصیل بیان کی۔ ساجد حسین نے پروگرام کے اہم نکات پر بات کی اور آخر میں تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر نے اختتامی کلمات کہے۔ رات سوا گیارہ بجے سونے کا وقفہ ہوا۔

نماز فجر سے قبل رفقاء نے انفرادی نماز تہجد ادا کی اور تلاوت کی۔ بعد نماز فجر راقم الحروف نے سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی آخری دو آیات کے حوالے سے گفتگو کی۔ درس قرآن کے بعد رفقاء نے ناشتہ کیا اور تقریباً چھ بجے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ پروگرام میں کل 23 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول کرے اور آخرت میں اسے کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین! (رپورٹ: ندیم مجید)

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا ایک روزہ پروگرام

25 جون بروز اتوار ساڑھے آٹھ بجے لالہ زار میں راولپنڈی کینٹ تنظیم نے ایک روزہ لگایا۔ ایک روزہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ساجد محمود نے سورۃ الکہف کی پہلی دس آیات کی تلاوت کی اور بعد ازاں انہی آیات کے حوالے کرائی گئی۔ نو بجے دینی فرائض کے جامع تصور پر مذاکرہ کیا گیا۔ دس بجے امیر محترم جناب روف اکبر نے تین ٹیمیں تشکیل دیں جنہوں نے پورے علاقے میں دعوتی کام کیا اور ساتھ تنظیمی لٹریچر بھی تقسیم کیا کچھ خصوصی ملاقاتیں بھی کی گئی۔ بارہ بجے تمام رفقاء دعوتی سرگرمیوں کے بعد دوبارہ اکٹھے ہوئے۔ محترم طارق محمود اعوان نے ''کامیابی کی بنیاد: قوت یا جذبۂ ایمان'' کے موضوع پر بہت ہی پرمغز تقریر کی جس پر بعد میں مذاکرہ بھی کیا گیا۔ ایک بجے شاہد شفیق اور روف اکبر نے ''غصہ'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی اور کھانے کے بعد رفقاء کو آرام کا موقع دیا گیا۔ شام چار بجے امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے ''موجودہ دور میں فکری اور نظری حملے اور ان سے بچاؤ کے طریقے'' کے موضوع پر تقریر کی اور مذاکرہ کروایا۔ بعد از نماز عصر انہوں نے گشت کے لیے دو ٹیمیں تشکیل دیں جنہوں نے محلے میں لوگوں کو مغرب کے بعد درس کی دعوت دی۔ بعد از نماز مغرب راقم نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر مختصر درس دیا۔ اس درس میں رفقاء اور احباب کی تعداد 30 تھی۔ دعا پر ایک روزہ کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: شکیل احمد)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی Elisa Method/ کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED
CLINICAL LAB
BY MOODY
INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔بی، مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk

Website: www.alnasar.com.pk

اعتذار

ندائے خلافت کے شمارہ 20 میں ''رہبر، شکوہ ارباب وفا بھی سن لو'' کے عنوان سے ایک خاتون کا خط شائع ہوا تھا۔ جو جماعت اسلامی کے رکن کے متعلق تھا۔ اس کی اشاعت پر بعض احباب نے گرفت فرمائی ہے۔ ہم اسے تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کسی دینی تحریک کے تعلق سے اس طرح کے مواد کی اشاعت ادارے کی پالیسی نہیں ہے۔ اس خط کی اشاعت سے اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی ملتزم رفیق سے وابستہ عمر 28 سال، تعلیم بی کام، ذاتی کاروبار دراز قد راجپوت بھٹی کے لیے دینی مزاج کی حامل فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ رابطہ عبدالرزاق 0333-4294304

☆ تنظیم اسلامی سے وابستہ بچی عمر 24 سال، تعلیم بی اے کے لیے ترجیحاً دینی مزاج کے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: عرفان: 0333-4625009

اسرائیل کی جارحانہ کارروائی

اسرائیلی حکومت فلسطین اتھارٹی میں حماس کی حکومت نہیں دیکھنا چاہتی' لہٰذا اس نے جون کے اوائل میں نہتے اور معصوم شہریوں پر گولہ باری کی' جس سے کئی فلسطینی شہید ہو گئے۔ جواب میں فلسطینی تنظیموں نے بھی اسرائیلی سرزمین پر راکٹ وغیرہ پھینکے اور جنگ بندی کا معاہدہ توڑ دیا۔ وسط جون میں ان تنظیموں نے دلیرانہ کارروائی کرتے ہوئے ایک اسرائیلی فوجی چوکی پر حملہ کیا۔ دو اسرائیلی فوجی جہنم رسید ہو گئے جبکہ ایک کو اغوا کر لیا گیا۔ اس حملے کو تمام فلسطینیوں نے سراہا کیونکہ وہ حالتِ جنگ میں ہیں۔ انہوں نے گرفتار شدہ اسرائیلی فوجی کو "اسیر" کہا' اغوا کنندہ نہیں۔

دوسری طرف اسرائیلی حکومت نے فوجی کے اغوا ہونے پر واویلا مچا دیا اور ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ غزہ کی پٹی پر چڑھ دوڑی۔ تاہم وہ اسرائیلی فوجی کو رہا نہیں کرا سکی۔ اسرائیل نے ایک ہزار سے زائد ایسے فلسطینی اپنی جیلوں میں قید کر رکھے ہیں' جن میں بوڑھے' بچے اور خواتین بھی شامل ہیں۔ فلسطینی ان کی رہائی کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں لیکن اسرائیلی حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اب اپنا فوجی قید ہونے پر اس نے طوفان اٹھا دیا ہے۔ فوجی کو اغوا کرنے والی فلسطینی تنظیمیں مطالبہ کر رہی ہیں کہ اسرائیلی حکومت ایک ہزار قیدیوں کو رہا کر دے' وہ فوجی کو رہا کر دیں گی' مگر اسرائیلی حکومت یہ پیش کش نہیں مان رہی۔ شاید وہ اسے اپنی بزدلی سمجھتی ہے۔

عراقی خانہ جنگی نئے موڑ پر

یکم جولائی کو بغداد کے علاقے صدر شہر میں ایک زوردار بم دھماکہ ہوا جس کی زد میں آ کر 66 مرد و زن چل بسے۔ اس علاقے میں شیعہ آباد ہیں۔ دوسری طرف ایک سنی رکن اسمبلی کو اغوا کر لیا گیا۔ عراق میں اب محسوس ہونے لگا ہے کہ خانہ جنگی نے فرقہ ورانہ فسادات کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ چونکہ حکومت اب شیعوں کے پاس ہے' لہٰذا وہ امن و امان برقرار رکھنا چاہتے ہیں' جبکہ سنی اتحادی بشمول امریکا کے خلاف مسلح جدوجہد جاری رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ اس اختلاف کے باعث دونوں آپس میں بھڑ گئے ہیں۔

امریکی بظاہر کہتے رہتے ہیں کہ وہ عنقریب عراق چھوڑ دیں گے' مگر عراق میں جاری خانہ جنگی کے باعث انہیں یہ نکتہ ملا ہوا ہے کہ ابھی اگر انہوں نے یہ ملک چھوڑا تو وہ انارکی کا شکار ہو جائے گا' حالانکہ یہ تو محض بہانہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امریکی حکومت عراق کے تیل کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اُس کے دل میں عراقی شیعہ سنی کو باہم لڑتا دیکھ کر خوشی کی کلیاں پھوٹ رہی ہیں۔

یاد رہے کہ عراقی وزیراعظم نوری مالکی نے فسادات کی روک تھام کے سلسلے میں جو منصوبہ پیش کیا تھا' اُسے بیشتر سنی عرب رہنماؤں اور مسلح تنظیموں نے مسترد کر دیا۔

کویت میں اسلام پسند کامیاب

اب کے کویت میں اسلام کی قوت تسخیر نے رنگ جمایا ہے۔ کویت کے پارلیمانی انتخابات میں اسلام پسندوں نے واضح اکثریت حاصل کر لی ہے۔ عوام نے "روشن خیال اعتدال پسند" امیدواروں کو مسترد کر دیا۔ اپوزیشن نے 50 میں سے 33 نشستیں حاصل کی ہیں جبکہ حکومتی امیدوار 17 نشستیں حاصل کر سکے ہیں۔ ان انتخابات میں کوئی خاتون رکن منتخب نہیں ہو سکی۔ 17 نئے امیدوار منتخب ہو کر آئے۔ الیکشن میں کل 249 امیدوار تھے جن میں 28 خواتین تھیں۔

ترکی کا خواب خطرے میں

یورپی یونین نے ترک حکومت کو بتایا ہے کہ یونانی قبرص کا مسئلہ حل ہونے کے بعد ہی اُسے یورپی یونین میں شامل کیا جا سکے گا۔ یورپی یونین چاہتی ہے کہ اس سال کے آخر تک ترکی یونانی قبرص کے ہوائی و بحری جہازوں کے لیے اپنے ہوائی اڈے اور بندرگاہیں کھول دے' مگر ترک حکومت کا کہنا ہے کہ پہلے شمالی قبرص پر عائد تجارتی پابندیاں اٹھائی جائیں۔ یاد رہے کہ شمالی قبرص کو صرف ترکی نے تسلیم کر رکھا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ترکی یورپی یونین کا حصہ نہیں بن سکے گا۔ سیکولر ترک اپنے اس خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بے چین ہیں' مگر موجودہ ترک اسلام پسند حکومت کسی قیمت پر اپنا تشخص نہیں کھونا چاہتی۔

یورینیم کی افزودگی نہیں رکے گی

ایرانی صدر احمدی نژاد نے ایک بار پھر واشگاف اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت یورینیم کی افزودگی کا کام نہیں روکے گی۔ امریکا سمیت تمام بین الاقوامی طاقتوں نے ایران پر زور ڈال رکھا ہے کہ وہ یہ کام روک دے' مگر ایرانی حکومت تمام دباؤ بہادری سے برداشت کر رہی ہے۔ تاہم ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں اُسے پرکشش ترغیبات دی جائیں' تو وہ انہیں قبول کر کے یورینیم کی افزودگی روک دے۔

دریں اثنا ایرانی محکمہ تیل کے ایک سینئر عہدیدار نے اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ گیس پائپ لائن کے سلسلے میں پاکستان اور بھارت سے معاہدہ نہ ہو سکا' تو یہ گیس یورپی ممالک کو فروخت کر دی جائے گی۔ اس نے خبردار کیا کہ معاہدہ نہ ہونے کے بعد پاکستان یا بھارت نے پھر رجوع کیا' تو ان پر کوئی توجہ نہیں دی جائے گی' یاد رہے کہ پاکستان و بھارت گیس کی قیمت کم کرانا چاہتے ہیں' جس کے باعث پائپ لائن کی تعمیر کا معاہدہ تعطل میں پڑ گیا ہے۔

گوانتاموبے جیل بند کرو

امریکا کی سپریم کورٹ نے قرار دیا ہے کہ گوانتاناموبے کے قیدیوں پر جو مقدمے چلائے جا رہے ہیں' وہ امریکی قانون اور جنیوا کنونشن کے مطابق غیر قانونی ہیں۔ اس فیصلے سے امریکی صدر بش کو دھچکا لگا ہے کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے اختیارات سے آگے بڑھ گئے۔ یاد رہے کہ اس مقدمے کا آغاز گوانتاناموبے کے ایک قیدی سلیم احمد ہمدان نے کیا تھا' جن پر فوجی عدالت کے تحت مقدمہ چل رہا ہے۔ تاہم امریکی سپریم کورٹ نے اس مسئلے کے سلسلے میں کچھ نہیں کہا کہ گوانتاناموبے کا جیل خانہ بند ہونا چاہیے یا نہیں۔ بہر حال امریکی سپریم کورٹ کا فیصلہ ان قوتوں کے لیے تقویت کا باعث بنا ہے جو حق و انصاف کی خاطر لڑ رہی ہے۔

طالبان نے قاتل کو سزائے موت دے دی

پاکستان کے قبائلی علاقے شمالی وزیرستان میں مقامی طالبان نے شرعی قانون کے مطابق دو افراد کے مبینہ قاتل کو سرعام سزائے موت دے دی۔ طالبان مبینہ قاتل احسان اللہ کو گھر سے اٹھا کر گاؤں میں لائے۔ فیصلہ سنانے کے بعد آنکھوں پر پٹی باندھی اور مقتولین کے لواحقین کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں تھما دیں کہ قتل کا بدلہ لے لیں' جنھوں نے اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ اس منظر کو 200 کے قریب افراد نے دیکھا۔

declare it as invalid in the latter case, forcing the legislative assembly to amend or make an alternate law. Since the question of repugnance to Qur'an and Sunnah is a technical one, it can only be settled in a court where experts from all fields, especially Islamic law, can be called and their arguments can be considered dispassionately.

As regards Khilafah in Pakistani perspective, with the adoption of the Objectives Resolution on March 12, 1949, it was acknowledged in principle that sovereignty belongs to Allah, and the authority delegated to us by the Real Sovereign is to be used within the limits of the Qur'an and Sunnah. This, in principle, is the essence of the System of Khilafah. Despite the adoption of this Resolution, however, Islam was not implemented in any meaningful manner due to vested interest of the ruling class. In order to make the Objectives Resolution truly operative, it should be specified in article 2-A that this provision shall take precedence over the entire Constitution, notwithstanding anything else contained in the latter. To remove the possibility of any further ambiguity, the following words should be added: "The injunctions of Islam as laid down in Qur'an and Sunnah shall be the Supreme Law of Pakistan."

In addition to the Objectives Resolution, we have the imperative to limit all legislation within the bounds set by the Qur'an and Sunnah in article 227 (I) of the Constitution, according to which, "All existing laws shall be brought in conformity with the injunctions of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah, and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions." However, the circuitous route provided for the implementation of this article -through the Council of Islamic Ideology that has absolutely no implementing authority whatsoever -has made this imperative practically ineffective and unproductive. In order to expedite the process of Islamisation, therefore, the wordings of article 227 (I) should be incorporated as article 2-B of the Constitution.

But in order to have these amendments incorporated and implemented in the real sense a party strong enough to challenge the prevailing corrupt and exploitative system would be needed. The struggle and effort to establish the ascendancy of Islam is obligatory upon each one of us. An Islamic Revolution cannot happen unless first of all a significant number of individuals change themselves, establish Islam in their personal and family lives, purge their social and financial practices of everything that is haram, and then unite in the form of a disciplined party under a single leader.

A strong party of dedicated and sincere Muslims is needed so that a genuine and positive change can be brought about in Pakistan by means of a peaceful and non-violent mass movement. The global domination of Islam is bound to come. The question for us is whether we achieve success and salvation in the hereafter by participating in this struggle, or whether we remain idle and indifferent and earn Divine Wrath! This choice has to be made by everyone of us.

فلک سیر (ٹورسٹ)
ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ
ملم جبہ' سوات
9,600فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور
پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ
جدید تعمیر شدہ شاندار ھوٹل
مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے'
روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول
رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے
قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع
تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت
فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امان کوٹ' مینگورہ سوات
فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 24

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

DR ISRAR AHMAD

The Islamic Khilafah System

In the prevailing chaotic situation in Pakistan, I like any devout Muslim, firmly believe that the only way out of our predicament is to establish the system of Khilafah in Pakistan for which it was created. The basic principles are well articulated no doubt but practical details regarding the function of Khilafah System in modern times has remained mostly vague and unclear.

The first individual to have systematically applied his intellectual genius in this matter and to have contributed his thoughts was none other than Allama Muhammad Iqbal. He not only explained and elaborated the concept of an Islamic State in his poetry but also presented his observations and opinions about it in his "Reconstruction of Religious Thought in Islam". Iqbal has emphasised in his poetry that sovereignty belongs to Almighty Allah alone. He has also referred to the concept of the vicegerency of man. In the sixth lecture of Reconstruction entitled "The Principle of Movement in the Structure of Islam," Iqbal has made the following observation: The republican form of government is not only thoroughly consistent with the spirit of Islam, but has also become a necessity in view of the new forces that are set free in the world of Islam. (p. 125)

Concerning the issue of Ijtihad, Iqbal has said: The growth of republican spirit and the gradual formation of legislative assemblies in Muslim lands constitute a great step in advance. The transfer of the power of Ijtihad from individual representatives of schools to a Muslim legislative assembly which, in view of the growth of opposing sects, is the only possible form Ijma' can take in modern times, will secure contributions to legal discussion from laymen who happen to possess a keen insight into affairs. (p. 138)

It should also be noted that all human beings are born equal, that every human being has certain inalienable rights (including the provision of basic necessities of life) concerning which there must not be any discrimination on the basis of gender, race, colour, caste, or creed, and that all forms of exploitation - whether political or economic-must not be allowed to continue in a decent and humane society, is to express the basic tenets of an ideal Islamic State as given by Prophet Muhammad (PBUH), as well as to describe the most remarkable features of the era of Al-Khilafah Al-Rashidah. Both the evolution of social thought and development of political institutions that took place in Europe after the decline of the Muslim Ummah have as their foundations the highest ideals of social justice that were given to mankind by the Holy Prophet (PBUH) himself.

The movements of Renaissance and Reformation appeared in Europe predominantly under the influence of German, French, and Italian scholars returning from Universities of Cordova, Toledo, and Granada in Muslim Spain, and carrying with them novel and revolutionary ideas. There is, therefore, nothing wrong in taking from the West what she has acquired by the application of principles originating from Islam itself. Just as we use the technological innovations that were developed by non-Muslim scientists, we should also make full use of the modern political institutions, in accordance with the spirit of Islam.

The form of government that was developed in the United States of America represented the highest stage of political evolution, and we can certainly learn a lot from that. In this context, we believe that there are three basic principles that, if incorporated in any form of government, will lead to the establishment of the System of Khilafah. These three principles are as follows:

" Sovereignty belongs to Almighty Allah alone;

" No legislation can be done at any level that is totally or partially repugnant to Qur' an and Sunnah; and

" Full citizenship of the state is for the Muslims only, while non-Muslims are a protected minority.

There is a widespread misconception that there will be no need for legislation in the System of Khilafah. As a matter of fact, most things are permissible in Islam, and the circle of the forbidden or haram is extremely narrow. Consequently, there is a vast scope for law making in a modern Islamic State, the only restriction is that no legislation can be done and no decision can be taken at any level that is totally or partially repugnant to Qur'an and Sunnah. As pointed out by Allama Iqbal, lawmaking must be done through the Parliament so that the viewpoint of the layman is also included, as they are often better aware of the actual problems faced by the masses and of the facts on the ground, as compared to the scholars and experts of the Islamic law who may become too involved in the technicalities and alienated from hard facts.

Since the Judiciary is the custodian of the Constitution, any dispute as to whether a particular law is within the limits set by the injunctions of the Qur'an and Sunnah or whether it violates those limits can be referred to the Supreme Court, which can